سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود خلیفۃ المسیح الثانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

1963

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

ایڈیٹر
شیخ
خورشید احمد

نائب ایڈیٹر
قریشی
محمد اسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ
تشحیذ الاذہان
ربوہ

ساتواں سال

نووالی پرچہ

ایڈیٹر

شیخ خورشید احمد

نائب ایڈیٹر

محمد اسلم قریشی شاہد

ٹیلیفون ——— ۴۸

طابع وناشر:۔ سید عبد الباسط

مطبوعہ:۔ ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت:۔ دفتر تشحیذ الاذہان —

دارالصدر جنوبی، ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر:۔ ۷۱۲۸

خوشنویس:۔ عبد اللطیف

بچوں کی محفل

تشحیذی بچوں کو عید مبارک ہو! ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عید کو تمام احمدی بچوں کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے! آمین

امید ہے آپ نے رمضان المبارک کے ایام خاص طور پہ نمازوں دعاؤں اور تلاوتِ قرآن کریم میں گذارے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ کی یہ نیکیاں سارے سال کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوں۔ آمین۔

بہت سے بچے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ تشحیذ کے صفحات میں اضافہ کیا جائے۔ بھئی اصل بات یہ ہے کہ ہم صفحات تبھی بڑھا سکتے ہیں جبکہ مالی لحاظ سے اس کی گنجائش موجود ہو۔ اور یہ بات اشاعت کی زیادتی پر موقوف ہے۔ آپ اس کی خریداری بڑھائیں اور کم از کم دگنی کر دیں۔ اور پھر تشحیذ کے صفحات کا دگنا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ جب آپ یہ مہم سر کر لیں گے۔ ہم فوراً آپ کی فرمائش پوری کر دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "انعامی تحریری مقابلہ" بعض وجوہات کی بنا پر کچھ وقت کے لئے ملتوی کیا گیا تھا۔ اس پرچہ سے ہم اس مقابلے کو دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ آئندہ مارچ کے شمارہ کے لئے اس مقابلہ کے موضوع یہ دو ہوں گے۔

۱۔ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے گُر

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

یہ مضامین ۲۷ فروری تک ایڈیٹر کے پاس پہنچ جانے چاہئیں ——!

اچھا اب اجازت

آپ کا

"بھائی جان"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبرکات

سر پہ آیا ہے امتحان اے دوست

(کلام حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

اپنا غم خوار مجھ کو جان اے دوست
میرا کہنا کبھی تو مان اے دوست

دنیائے دوں سے مت لگانا دل
چند روزہ ہے یہ جہان اے دوست

پھول جتنے بھی چن سکے چن لے
ہے اُجڑنے کو بوستان اے دوست

دین سے جو تجھے کرے غافل
بات اس کی کبھی نہ مان اے دوست

اس سے نکلیں گے بے بہا موتی
ایسی اسلام کی ہے کان اے دوست

ٹوٹے دین کا خزانہ تو
اس سے غافل ہے سب جہان اے دوست

گر خدا کی طرف جھکے گا تو!
وہ بھی خود ہو گا مہربان اے دوست

اپنے دل میں جگہ خدا کو دے
پائے جنت میں تا مکان اے دوست

کر لے جو کچھ کہ ہو سکے تجھ سے
سر پہ آیا ہے امتحان اے دوست

روز و شب ہے دعا یہ احمدؑ کی
تیرا جنت میں ہو مکان اے دوست

اللہ تعالیٰ کی باتیں | رسول اللہ کی باتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا پر بھروسہ کرو

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ متوکل آدمیوں سے محبت کرتا ہے

تشریح :- متوکل کے معنی توکل کرنے والے کے ہیں۔ اور توکل خدا پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی انسان پورا یقین رکھے کہ میرے خدا کے سامنے کوئی کام مشکل یا اَن ہونا نہیں۔ لیکن توکل کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی خود کچھ نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے۔ ایسا آدمی اپنے ارادہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر تم پڑھنے میں بالکل کوشش نہ کرو اور کہو یہ کہ "ہم تو خدا پر توکل کرتے ہیں۔ وہ ہمیں پاس کر دے گا۔" تو یہ تمہاری بھول ہے۔ کامیابی کا صحیح رستہ یہی ہے کہ پہلے خوب محنت کرو اور پھر خدا سے امید رکھو اور اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہیں کامیاب کر دے۔ دنیا میں ایسے ہی آدمی کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں سے خدا محبت کرتا ہے ٭

(۳-۱۶۰)

نیک اخلاق

اَحْسَنُ الْحُسْنِ اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ

(ترجمہ) نیک اخلاق (آدمی کی) بڑی خوبی ہیں۔

تشریح :- جو آدمی دوسروں سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ہر شخص اس کی تعریف کرتا ہے اور خدا بھی ایسے آدمی سے خوش ہوتا ہے۔ لیکن جو آدمی بداخلاق ہوتا ہے۔ تو ہر شخص اس سے نفرت کرتا ہے اور خدا بھی ایسے انسان سے ناراض ہوتا ہے۔ اسی لئے نیک اخلاق آدمی کی بڑی خوبی ہیں۔

لیکن اس جگہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ صرف لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا ہی "نیک اخلاق" نہیں ہیں بلکہ تمام اچھے اور عمدہ کام نیک اخلاق ہیں ٭

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن دنیا میں جگمگائے جا

(کلامِ محمود)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

عزیزو! یہ دین کی خدمت کا وقت ہے

عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ تم ایسے برگزیدہ نبیؐ کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو؟ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے دلوں کے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ (آمین ثم آمین)

(ماخوذ از کشتی نوح مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)

عید کا تحفہ

ہر بچہ عید کی خوشی میں اپنے والدین سے کوئی نہ کوئی تحفہ لیتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اطفال اس دن اپنے نام "تشحیذ الاذہان" جاری کروائیں صرف پانچ روپے دے کر سارا سال تشحیذ پڑھ کر لطف اٹھائیں گے۔ والدین بھی توجہ فرمائیں اور بچوں کی مدد فرمائیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج سے چار ہزار برس پہلے دنیا میں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ براعظم ایشیا کے شمال مغربی کونے پر ایک ملک ہے۔ جسے شام کہتے ہیں اس میں خدا کے ایک بہت بڑے پیغمبر رہا کرتے تھے جن کا نام ابراہیمؑ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے۔ مگر ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس پر انہوں نے خدا سے گڑگڑا کر فرزند کے لئے دعا مانگی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سُن لی اور چھیاسی برس کی عمر میں ان کے ہاں ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹے کا نام انہوں نے اسمٰعیل رکھا۔ جس کے معنی ہیں "خدا نے (دعا) سن لی"۔

مگر اسمٰعیل کے پیدا ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد خدا نے ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سخت امتحان لینا چاہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ابراہیم! جاؤ بچے اور اس کی ماں کو عرب کے لق و دق ریگستان میں چھوڑ آؤ"۔

بڑے ارمانوں اور دعاؤں کے بعد بڑھاپے میں اولاد پیدا ہوئی تھی۔ اسے ایک ویرانے میں چھوڑ آنے کے معنی یہ تھے۔ کہ وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے۔

بیوی بادشاہِ مصر کی لڑکی تھی۔ نہایت نازو نعمت سے شاہی محلوں میں پلی ہوئی۔ اُسے سنسان بیابان میں تنہا چھوڑ دینے کا مطلب یہ تھا کہ دو ہی دن میں اس کا خاتمہ ہو جائے۔

اگرچہ یہ خطرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں گذرے مگر بیٹے کی محبت اور بیوی کی الفت پر خدا کا عشق غالب آیا۔ پانی کا ایک مشکیزہ اور کچھ کھجوریں ساتھ لے کر حضرت ابراہیمؑ خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

شہزادی ہاجرہ اپنے معصوم بچے کو چھاتی سے چمٹائے ساتھ تھی۔

چلتے چلتے جب یہ چھوٹا سا قافلہ اس ویران وادی میں پہنچا۔ جہاں آج شہر مکہ آباد ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ ٹھہر گئے۔ مشکیزہ کو زمین پر رکھا۔ کھجوروں کی تھیلی بیوی کے ہاتھ میں دی۔ ننھے بچے کو آبدیدہ آنکھوں سے پیار کیا اور واپس مڑ گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیوی چلائی اور درد بھرے الفاظ میں کہنے لگی "آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اور ہمیں کس پر چھوڑ چلے؟ تھوڑی دیر میں کوئی بھیڑیا آئے گا۔ اور ہم دونوں کو پھاڑ کھائے گا۔"

مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ تو پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور نہ بات کا جواب دیا۔

مایوس ہو کر شہزادی نے پکار کر کہا۔ "اچھا اگر جاتے ہو تو جاؤ۔ مگر اتنا تو بتاتے جاؤ کیا تم ہمیں یہاں خدا کے حکم سے چھوڑے جا رہے ہو یا کسی خفگی کی وجہ سے؟"

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں اور آواز شدتِ غم سے بیٹھ گئی تھی۔ بول تو نہ سکے، مگر اشارے سے کہا۔ "ہاں"

اس پر شہزادی بولی۔ "پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ جاؤ شوق سے جاؤ۔"

یہی شہزادی میرے آقا (علیہ السلام) کی جدہ ماجدہ تھی۔ جن کا نام ہاجرہ تھا۔

السلام علیکم کہنے کی برکتیں

(محمود اقبال بھاٹی گیٹ لاہور)

★ — مسلمان کی رنجش کا خاتمہ سلام علیک ہے۔

★ — واقف اور ناواقف ہر دو کو سلام کرنا بہترین اسلام ہے۔

★ — سوار۔ پیدل کو۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو سلام کریں۔

★ — سلام میں سبقت کرنے والے کو نوے اور جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

★ — جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دو جب تک پہلے سلام نہ کرے۔

★ — جب دو بھائی مصافحہ کرتے ہیں تو ان میں ستر رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ انہتر ۶۹ رحمتیں اس کو ملتی ہیں جو ان دونوں میں زیادہ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے اور ایک رحمت دوسرے کو۔

★ — رنجش کی حالت میں وہ بہتر ہے جو صلح میں سبقت کرے اور سلام علیکم کرے۔

★ — ایک گروہ جب چل رہا ہو تو کافی ہے کہ اُن میں صرف ایک ہی سلام کہے۔
اسی طرح ایک جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بھی ایک ہی کا سلام کا جواب کافی ہے۔

★ — مغفرت کے موجبات میں سے السلام علیکم کہنا ایک ہے۔

انعامی مضمون

گذشتہ شمارہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ سالانہ اجتماع میں شامل ہونیوالے بچے "سالانہ اجتماع (اطفال) کے متعلق میرے تاثرات" کے موضوع پر مضمون لکھ کر ۲۵ جنوری تک مہتمم اطفال الاحمدیہ کو بھجوائیں۔ اول دوم آنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے۔ اب مضمون بھجوانے کی تاریخ ۲۵ جنوری کی بجائے یکم مارچ مقرر کی جاتی ہے۔ تا زیادہ سے زیادہ بچے اس مقابلہ میں شامل ہو سکیں۔ (مہتمم اطفال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا نے بنایا مجھے احمدی ہے

حکیم سید
عبدالہادی صاحب
بہاری

(یہ نظم اپنے تواسہ عزیز خالد کی فرمائش پر اس کی طرف سے لکھی گئی۔ (حکیم سید عبدالہادی بہاری)

خدا نے بنایا مجھے احمدی ہے
ہوئی اس سے مجھ کو بہت ہی خوشی ہے
یہ تعلیم مجھ کو خدا ہی نے دی ہے
کہ احمد بھی حق کا پیارا نبی ہے

بروز محمدؐ بروز نبیؐ ہے
مسیح زماں ہے مگر امتی ہے

بروز محمد مسیح بن کے آیا
ثریا سے ایمان لا کے دکھایا
مسیحی نفس نے ہے قرآں سنایا
ضلالت کو دنیا سے یکسر مٹایا
صداقت نے خالد کو خادم بنایا
رہِ دین احمدؐ پہ مجھ کو چلایا

ابھی میں ہوں بچہ ابھی مبتدی ہوں
مگر فضل سے اس کے میں احمدی ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی مصلح موعود

بشیر ارشید ربوہ

مارچ جنوری ۱۸۸۶ء کی بات ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوشیار پور کے مقام پر دعاؤں میں مشغول تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرنے کے لئے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان دکھانے کیلئے چلہ کشی میں مصروف تھے اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ پر کئی مخفی اسرار کھولے اور آئندہ کے متعلق کئی بشارات دیں۔ ان میں سے ایک بشارت یہ دی کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے اسلام اکنافِ عالم میں پھیلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو رحمت اور قدرت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ ..... ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ جس کا نزول بہت ہی مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔"

جونہی آپ کو یہ خوشخبری ملی آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس کو شائع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ لڑکا کب پیدا ہوگا۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ نو سال کے اندر پیدا ہوگا۔ مخالفوں نے اعتراض کیا یہ بھی کوئی پیش گوئی ہے نو سال کے اندر تو بالعموم بچہ پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اول تو کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے گھر ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ انسان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کل تک زندہ بھی رہے گا۔ یا نہیں چہ جائیکہ وہ یہ کہے کہ اس کے گھر ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ آپ نے فرمایا پھر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی تو دیکھو میں نے کسی معمولی لڑکے کی پیش گوئی نہیں کی۔ بلکہ ایک عظیم الشان فرزند کی پیشگوئی کی ہے جس کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی — لوگوں نے آپ کا مذاق اڑایا۔ پنڈت لیکھرام نے تو یہاں تک لکھا کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر نعوذ باللہ آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیرے مخالف جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تیرا سلسلۂ اولاد منقطع ہو جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خود ابتر ہونگے چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔ پنڈت لیکھرام بے اولاد مرا۔ لیکن ہماری جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پوتوں والی اور پھولنے پھلنے والی اولاد دی آپ فرماتے ہیں۔ ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخذ الاعادی

نو سال کے اندر اندر وہ موعود بیٹا پیدا ہوا۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے بشارت دی تھی۔ کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ کہا کیا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا سو ایسا ہی ہوا۔ ہمارے امام نے ۱۹۱۴ء میں جب جماعت کی باگ ڈور سنبھالی تو آپ کی عمر اتنی چھوٹی تھی کہ لوگ حیران تھے۔ کہ دیکھیں اب جماعت کا کیا ہوتا ہے۔ مخالف آس لگائے بیٹھے تھے کہ اس ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھوں جماعت تباہ ہو جائے گی۔ لیکن ان کے خیالات غلط نکلے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ نوجوان پختہ کار جرنیل ثابت ہوا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہا گیا تھا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ آپ کی قیادت میں جماعت نے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔ فتنے پیدا ہوئے مخالفتوں کے طوفان اٹھے۔ لیکن جس کشتی کے آپ ناخدا تھے وہ آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ آج ہمارے امام کی خلافت کو پچاس سال ہو گئے ہیں۔ اس زمانہ کا ہر دل شاہد ہے کہ آپ کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلا ہوا یہ کلام کس شان کے ساتھ پورا ہوا ہے۔ کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اگر ہم دنیا کے نقشہ پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیں۔ تو ہمیں کوئی برِ اعظم ایسا نظر نہیں آئے گا۔ جہاں آپ کے خدام کے ذریعے سے اسلام کی منادی نہ ہو رہی ہو۔ افریقہ کا تاریک براعظم امریکہ اور یورپ کی سیاہ و سفید نسلیں جزائر کے رہنے والے سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ اس اولوالعزم جرنیل کے سرفروش مجاہد اللہ کا نام لے کر ہر میدان میں کود رہے ہیں۔ آپ کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ زمین کے کناروں تک شہرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بے شک اس وقت لوگوں نے مذاق اڑایا۔ لیکن آج کے نظارے ہمارے ایمانوں کو بڑھا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس امام کی آواز پر لبیک کہنے کا نتیجہ ہے۔ اٹھو کہ اللہ تعالےٰ کی آواز پھر ہمیں قربانیوں کی طرف بلا رہی ہے۔ آؤ ہم سب سے پہلے اپنے آپ کی اصلاح کریں۔ اسلام کی صفوں کو مضبوط کر دیں۔ اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے تیار کریں اور اس عہد کو ہمیشہ یاد رکھیں جو ہم نے اپنے مولا سے باندھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے؟

خوف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوکہ کی طرح دیکھتے دیکھتے نائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں"۔۔۔

پس جب دنیا کی لعنتیں جن سے بڑے بڑے جوان ڈرتے ہیں۔ کچھ نہیں کر سکتیں تو بھلا یہ کتا، بلی گائے کیا کر سکتے ہیں؟ یہ بات بچے نہیں سمجھ سکتے جب تک والدین نہ سمجھائیں۔ سو اس طرف توجہ دنیا والدین کا فرض ہے۔

بے شک ہر ایک میں خوف ہونا چاہیئے۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کا۔ اسی طرح دنیا کی لعنتوں کی بجائے اللہ تعالےٰ کی لعنتوں سے ڈرنا چاہیئے کہ

"۔۔۔ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے

مبلّغ بنو دینِ اسلام کے تم

(خواجہ عبدالمؤمن۔ گول بازار۔ ربوہ)

سنو بات میری میرے پیارے بھائیو!
اگر تم خدا کی وفا چاہتے ہو
نمازوں میں سستی نہ ہرگز کرو تم
اگر اس کی رحمت سدا چاہتے ہو
رہو بچ کے دنیا کی حرص و ہوا سے
فراخی کی گر تم گھٹا چاہتے ہو
محبت کرو تم خلیفہ سے اپنے
اگر برکتیں بے بہا چاہتے ہو
مبلّغ بنو دینِ اسلام کے تم
اگر زندگی دیرپا چاہتے ہو

---

۴ سے نازل ہوتی ہے اور جس پہ پڑتی ہے
اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے"۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شیر کا وہی شکار کرتے ہیں۔ جنہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ اور شیر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(سید ساجد احمد۔ حافظ آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منوّر کی آمین

یہ اشعار عزیزہ منوّر احمد ملک ابن مکرم مبارک احمد صاحب ملک پروفیسر جامعہ احمدیہ کی آمین کے موقعہ پر کہے گئے ۔

مبارک یہ سعادت ہو مبارک ختمِ قرآں ہو
ترے دم سے عزیزم پھر منوّر قصرِ ایماں ہو

رہے دائم قدم تیرا ترقی کے ہی زینے پر
نظر میں نورِ قرآں ہو تو دل میں خوفِ یزداں ہو

عطا ہو علم و دانش، تو سعادت دو جہانوں کی
رفیق و رہنما تیرا ہمیشہ فضلِ رحماں ہو

ملیں علم و ادب کی دولتیں فضلِ الٰہی سے
تمنّا ہے مرے دل کی منوّر فخرِ دوراں ہو

مبارک ہے وہ محفل بھی مبارک ہے وہ منزل بھی
دعائے ختمِ قرآں پر جہاں خوشیوں کا ساماں ہو

یعقوب امجد لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

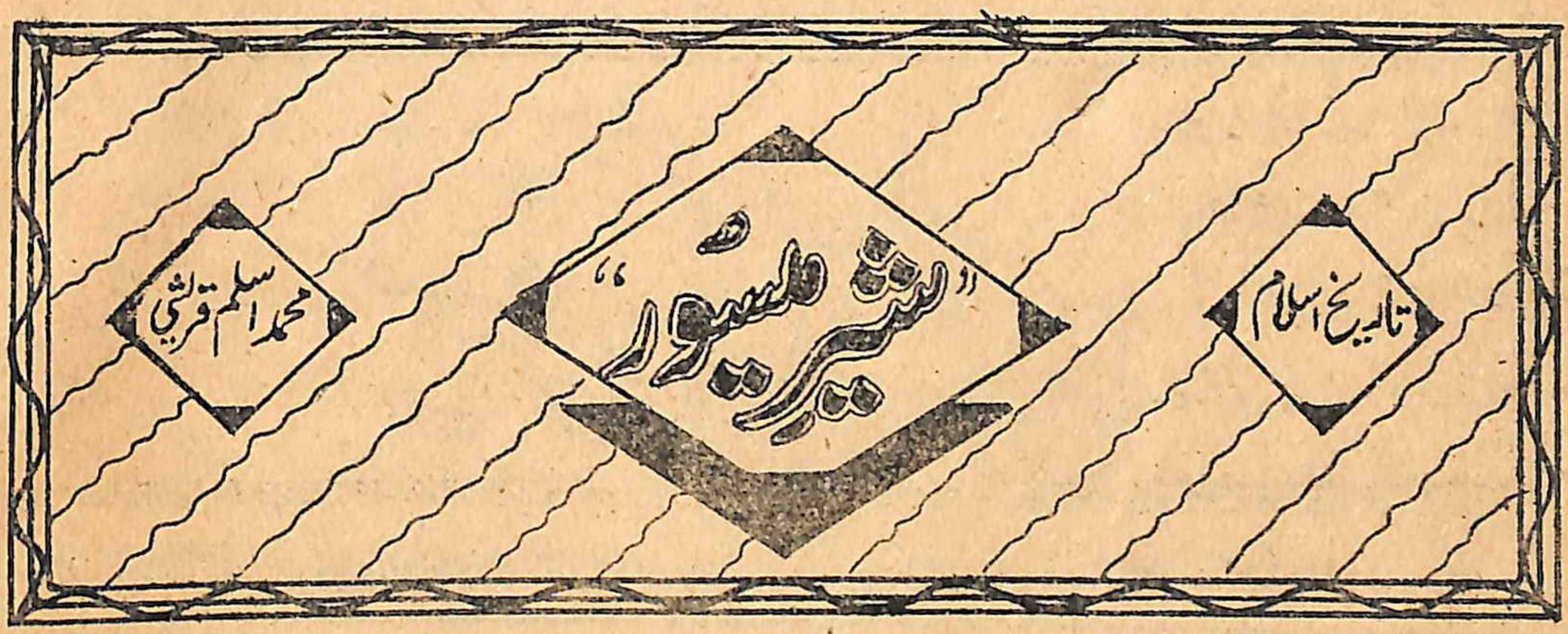

میسور جنوبی ہندوستان کی ایک ریاست تھی جہاں اٹھارویں صدی کے آخر میں جبکہ انگریز ہندوستان پر قبضہ کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی حکومت تھی۔ میسور کا حکمران سلطان فتح علی ٹیپو بڑا ہی جرأت مند اور بہادر انسان تھا۔ وہ بڑا پکا مسلمان تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان روبہ زوال ہو کر دوسری قوموں کے محکوم ہو جائیں۔ آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے اس نے اپنی ساری عمر گھوڑے کی پیٹھ پر گذاری۔ اور بالآخر اسی مقصد عظیمہ کو حاصل کرتے کرتے وہ دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

سلطان فتح علی ۱۷۵۳ء میں ایک پنجابی خاندان میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ حیدر علی میسور کے راجہ کا ملازم تھا۔ حیدر علی ایک غیر معمولی قابلیت کا سپاہی تھا۔ جو ترقی کرتے کرتے سپہ سالار کے عہدے تک جا پہنچا۔ اور بالآخر میسور کی ریاست کا مالک بن گیا اس نے اپنے حسن تدبیر سے میسور کو بہت جلد ایک طاقتور سلطنت بنا دیا۔ اور اس وقت جبکہ ہندوستان کی اسلامی مغلیہ حکومت کا چراغ گل ہو رہا تھا۔ اور انگریز اور مرہٹے اس پر قابض ہوتے جا رہے تھے۔ سلطنت میسور مسلمانوں کی امیدوں کا سہارا بن گئی۔

ٹیپو نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں تو حیدر علی نے اس کو بہترین فوجی تربیت دی۔ اور امور سلطنت کی تعلیم دی۔ ٹیپو فطرتاً ہی بڑا ذہین اور عقلمند اور دلیر تھا اس پر جب بہترین تعلیم و تربیت میسر آئی تو وہ آسمانِ میسور پر ایک ستارہ بن کر چمکا۔ اس کے رگ و ریشے میں آزادی اور ملک کو غیر قوموں سے پاک کرنے کی دھن سمائی ہوئی تھی۔ اور اس غرض کیلئے وہ اپنے باپ کی زندگی میں ہی دن رات ایک کر رہا تھا۔

۱۷۷۲ء میں سلطان ٹیپو اپنے باپ حیدر علی کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ حیدر علی نے وفات کے وقت بیٹے کو وصیت کی کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالے بغیر دم نہ لینا۔ ٹیپو ایک قابل جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین منتظم بھی تھا۔ اس نے ریاست کے اندرونی نظم و نسق کو بہتر سے بہتر بنایا۔ رعایا کی ہر ممکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیر خواہی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی فوجی قوت بھی مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ اس نے کئی مقامات پر انگریزوں کو عبرتناک شکستیں دیں۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی توپیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ جب انگریزوں نے میدانِ جنگ میں ٹیپو کے خلاف اپنی دال گلتی نہ دیکھی تو انہوں نے دوسرے چالاکی اور عیاری کے ہتھکنڈے اختیار کئے۔ انہوں نے بڑی بڑی رقمیں دے کر سلطان کے امراء و زراء اپنے ساتھ گانٹھ لئے اسی طرح میسور کی ہمسایہ ریاستوں کو بھی لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور اس طرح متفقہ طور پر ٹیپو پر حملہ آور ہوئے۔ ٹیپو نے ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر ایک ہی وقت کئی محاذوں پر لڑنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ جبکہ ادھر بعض ضمیر فروش اور غدار بھی خفیہ سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ اور سلطان کی ناکامی کا باعث بن رہے تھے۔ چنانچہ میر صادق، میر غلام علی اور دیوان پورنیا جیسے ضمیر فروشوں اور غداروں کی غداری کے نتیجے میں سلطان کو اپنے دارالخلافہ سرنگاپٹم میں محصور ہونا پڑا۔ تاہم میسور کی فوجوں نے اس بے جگری سے انگریزوں کا مقابلہ کیا کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ عین اس موقع پر سلطان کا دیوان پورنیا اور ایک سپہ سالار علانیہ انگریزوں سے جا ملے اور جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ فتح شکست میں بدل گئی۔ سلطان کے وفادار افسروں نے ہتھیار ڈالنے اور اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا مگر شیر دل سلطان نے کڑک کر جواب دیا:۔

شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی
سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"

یہ کہا اور تلوار سونت کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور بالآخر زخموں سے چور ہو کر گر پڑا اس حالت میں بھی تلوار ہاتھ میں تھی۔ اور چہرے سے ہیبت اور جلال برس رہا تھا۔ گرا ہوا دیکھ کر ایک انگریز سپاہی نے جو سلطان کی پیٹی اتارنی چاہی تو اس نے لیٹے لیٹے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ سپاہی تڑپ اٹھا اور فوراً سلطان کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان ٹیپو بڑے اعلیٰ اخلاق کا مالک تھا۔ وہ ایک زبردست منتظم اور انصاف پرور حکمران تھا۔ اس نے سترہ سالہ دور حکومت میں میسور کی سوئی ہوئی قسمت جگا دی۔ صنعت و حرفت۔ تجارت اور زراعت ہر لحاظ سے ملک کو ترقی دی۔ رعایا خوشحال ہو گئی اور دل و جان سے اس کی مطیع اور فرمانبردار۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں سے بالکل ایک سا سلوک کرتا تھا۔ چھوٹے اور بڑے سبھی اس کی انصاف پسند نظروں میں ایک تھے۔

چنانچہ ایک دفعہ اس کا بیٹا کسی کسان کے کھیت سے بلا اجازت کوئی چیز لے آیا۔ سلطان کو پتہ چلا تو اس نے اپنے لختِ جگر کو سخت سزا دی۔

سلطان فتح علی ٹیپو فقط ایک بہادر سپاہی ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک زبردست عالم اور علم دوست انسان بھی تھا۔ اس نے اپنے دارالحکومت سرنگاپٹم میں ایک دینی اور دنیوی علوم کی یونیورسٹی قائم کی تھی جس کا نام "جامع العلوم" تھا۔ سلطان کی ایک ذاتی لائبریری بھی تھی۔ جس میں عربی فارسی اور اردو کتابوں کے دو ہزار نادر قلمی نسخے موجود تھے۔ اس قیمتی خزانہ کو بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں انگریز انگلستان لے گئے۔

سلطان احکام الٰہی کا بے حد پابند تھا۔ وہ ایک سچا مسلمان تھا۔ علی الصبح بیدار ہوتا۔ نماز ادا کرتا۔ اور اس کے بعد تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو جاتا۔ میسور کی جامع مسجد کے تعمیر ہونے پر سوال پیدا ہوا کہ پہلی نماز کون پڑھائے۔ آخر کافی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ جس شخص نے کبھی کوئی نماز نہ چھوڑی ہو وہی پہلی نماز پڑھائے۔ اس وقت بڑے بڑے علماء فضلاء موجود تھے مگر تمام سر جھکائے خاموش کھڑے رہے۔ یہ دیکھ کر سلطان محراب کی طرف آگے بڑھا اور کہا۔

"الحمد للہ مجھ سے ابھی تک کوئی نماز نہیں چھوٹی۔"

سلطان شرم و حیا اور وقار کا پیکر تھا۔ بزرگوں سے ہمیشہ نیچی نظر کر کے بات کرتا۔ وہ بہادر تھا۔ اور ساری زندگی اس نے بڑی جرأت و دلیری سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ہندوستان کو غلامی سے بچانے کے لئے بسر کی۔ اور بالآخر اسی مقصد کے لئے اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

انگریزوں کو سلطان جیسے بہادر خوددار اور محبِ وطن شخص سے سارے ہندوستان میں کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اسی لئے وہ آج تک ٹیپو کے نام سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر سلطان کا نام مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہے۔ اور تا ابد زندہ رہے گا۔

شیرِ میسور زندہ باد!

"جذبات کا احساس"

خلافتِ عباسیہ کا زمانہ تھا بغداد دار السلطنت تھا۔ ایک بدوی، ایک ایسے علاقے سے بغداد تک کے سفر کو نکلا، جس علاقے میں پانی کا ذائقہ ایسا اچھا نہ تھا۔ راستے میں پانی کا چشمہ ملا۔ پانی پیا تو اس کا دل خوش ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ ایسا صاف و شفاف اور میٹھا پانی خلیفہ کے حضور پیش کرنا چاہیئے۔

چنانچہ بدو نے ایک مشکیزہ بھر کر ساتھ لے لیا۔ منزلِ مقصود پر پہنچ کر سب سے پہلے خلیفہ کے پاس پہنچا، پانی خلیفہ کے حضور پیش کیا۔

خلیفہ نے بہت سا انعام و اکرام دے کر اسے اسی وقت واپس اس کے وطن بھیج دیا۔ مبادا کہ بغداد کا بہترین پانی پی کر شرمندہ ہو۔

"عقلمند سفیر"

ایک دفعہ ہندوستان کے شاہی دربار میں ایک ریاست کے حاکم کی طرف سے سفیر آیا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ سب وزراء و امراء حاضر تھے۔ شاہی نوکر بادشاہ کو پنکھے سے ہوا دے رہا تھا۔ بادشاہ کو جو مذاق کی سوجھی تو سفیر سے کہا: "تیرا آقا قد میں میرے نوکر سے چھوٹا ہے" سفیر بھی حاضر جواب تھا، فوراً بولا: "میرا آقا قد میں آپ سے چار انگل بڑا ہے۔"

(سید ساجد احمد۔ حافظ آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نذیر احمد خادم۔ گھٹیالیاں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا سید الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عاشقِ اعظم تھے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے بعد رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا عشق آپؑ کے ایمان کا "جزوِ اعظم" تھا۔ آپؑ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ "پاک محمد مصطفےٰ انبیوں کے سردار" کے عشق و محبت میں اپنی جان کو گداز کرنے میں گذرا۔ اور آپؑ فنا فی الرسول کا عظیم الشان مقام حاصل کر کے اسوۂ رسولؐ کے کامل پرتو بن گئے۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ میں بے شمار فدائی اور عاشقِ رسولؐ انسان پیدا فرمائے۔ جنہوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عقیدت و محبت کا نمونہ دکھایا اور بڑی کثرت سے آپ پر درود و سلام بھیجا۔ مگر عشاقِ رسولؐ کے اس عظیم الشان گروہ کا سردار و سرتاج ہونے کا فخر اس بزرگ انسان کو ہی حاصل ہوا ہے۔ جس کا اسمِ گرامی احمدِ قادیانی ہے۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی میخانہ سے عشقِ رسول کی زندگی بخش اور پاک مے کا جام لبالب پیا تھا۔ اسی لئے فرمایا:۔

ربط ہے جانِ محمد سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

پھر اسی نظم کے ایک دوسرے شعر میں نبیٔ اکرمؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے لگا حرص لگایا ہم نے

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عاشقِ صادق اس وقت بھی عشقِ محمدؐ میں مخمور تھا جبکہ یہ ابھی شیر خوار بچہ تھا۔ چنانچہ بڑی بے تابی سے فرماتے ہیں:۔

یا رسول اللہ بروئیت عہد دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

یعنی اے اللہ تعالیٰ کے رسول! "میں تو آپؐ کے رُخِ انوار سے محبت کا پختہ عہد باندھ چکا ہوں۔ مجھے تو آپ سے اس وقت سے عشق ہے جب میں ابھی دودھ پیتا بچہ تھا۔" ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اور کس قدر

وفورِ محبت سے فرماتے ہیں ؎

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

یعنی "وہ رسول جس کا نام محمدؐ ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ ہیں۔ اس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہی نکلے گی"۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہر وقت آپؐ کے وردِ زباں رہتا تھا۔ اور آپ ہر وقت اپنے محبوب آقا پر درود و سلام بڑی کثرت سے بھیجتے رہتے اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ نے بارہا حضور کا دیدار کیا اور ایک دفعہ تو آپؑ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور سے معمور مشکیں لا کر لا کر آپؐ کے مکان میں انڈیل رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک فرشتے نے آپؑ کو مخاطب کر کے کہا ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ مُحَمَّدٍ کہ یہ نور اس درود و سلام کے عوض ہے جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہے۔ اور پھر کہا:۔ ھٰذَا رجل یحب رسول اللہ صلعم یعنی یہی وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اللہ اللہ۔ اس سے بڑھ کر آپؑ کے عشقِ رسولؐ کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو بھیج کر آپؑ کے عشقِ رسول پر مہرِ تصدیق ثبت فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں محبتِ رسولؐ میں نمناک و اشکبار رہتی تھیں۔ اس بارہ میں حضورؑ نے اپنے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک حلفیہ بیان درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلعم کے ذکر بلکہ محض نام لے دینے پر آپؑ کی آنکھوں میں آنسو نہ آ گئے ہوں۔ آپؑ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا"۔

اب اس کیفیت کو حضرت مسیح موعود کی اپنی زبانِ مبارک سے ملاحظہ فرمائیے:۔ ؎

تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نقشِ ہستی تیری الفت میں مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اُڑایا ہم نے

نیز اپنی ایک فارسی نظم میں فرماتے ہیں:۔ ؎

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقف راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

یعنی "اے نبی اللہ! میں تو تیرے ہر بال پر فدا ہوں۔ اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی دی جائیں تو سب تیری راہ میں قربان کر دوں"

غرض حبیبِ خدا محمد مصطفیٰؐ کے اس جانثار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدائی نے اپنے وجود کو کھو کر اپنے آقا کی محبت میں گم کر دیا تھا اور اس کی جان محمد عربی کی جان بن گئی تھی اور کوئی دوئی باقی نہ رہ گئی تھی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے میرے مٹ گئے سب غیر کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ایک دوسری نظم میں فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

عاشق اپنے معشوق و محبوب کیلئے بے حد غیرت رکھتا ہے۔ اور وہ اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی اور شخص اس کی ہمسری کرنے والا پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ آپؑ حیاتِ مسیح ایسے سراسر غیر اسلامی عقیدہ کو جس سے کہ آپؐ کے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان لازم آتی ہے اور نعوذ باللہ حضور کی توہین ہوتی ہے۔ برداشت نہیں کر سکے۔ آپ کے نزدیک مسلمانوں کی موجودہ ذلت و پستی کا سبب ہی یہ ہے۔ کہ انہوں نے قرآنی تعلیم کے خلاف اپنے غلط عقائد کی بنا پر حضرت عیسیٰؑ کو سید الانبیاء پر بڑائی دی چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ تو ہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور فیضِ روحانیہ کی تاثیر و برکت سے بے شمار مسیح ناصری پیدا ہو سکتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ زقن
وآں مسیح ناصری شد از دمِ او بیشمار

یعنی "مجھے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہِ زقن میں لاکھ یوسفؑ جیسے حسین نظر آتے ہیں اور آپؐ کے منہ کی ایک پھونک سے بے شمار عیسیٰؑ جیسے نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔" آپ کی نظر میں:۔

"نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر
اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور
تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول
اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم"

نیز آپ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف حقیقۃ الوحی صـ۱۵ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا
ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ہزار ہزار درود وسلام اس پر) یہ
کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی
مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور
اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان
کا کام نہیں افسوس کہ جیسا حق شناخت
کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں
کیا گیا۔"

حق یہ ہے کہ پاکوں کے سردار سید الاولین
والآخرین شفیع المذنبین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سب سے زیادہ گن گانے
اور آپؐ کی وہم وگمان سے برتر شان کا سب سے
بڑا اور زندہ مظہر ہونے اور آپؐ کی محبت میں اپنی
جان کو گداز کر کے فنا فی الرسول کا بے نظیر و بے مثال
مقام حاصل کرنے کا شرف صرف اور صرف آپؐ کے
اس غلام۔ احمدؐ کو ہی حاصل ہوا ہے۔ جس نے خود
فرمایا ہے۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی "خدا تعالیٰ کی ذات عالی صفات کے بعد میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اس قدر مخمور ہوں
کہ اگر میرے مخالف میرے اس عشق کا نام کفر رکھتے
ہیں تو خدا کی قسم میں پھر سب سے بڑا کافر ہوں"۔
اللہ اللہ۔ انسانی روح بے اختیار ہو کر اس
رب العلمین خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے
کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو احمدؐ سا مداح عطا فرمایا کیونکہ
محمد عربیؐ کی جس قدر مدح و توصیف احمدیہ
قادیانی نے بیان کی اس کی مثال آج تک کوئی اور
شخص نہ تو پیش کر سکا ہے اور نہ ہی پیش کر سکے گا۔

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ
وبارک وسلم انک حمیدٌ مجیدٌ۔

"عقلمند کنجوس"

(سید ساجد احمد۔ حافظ آباد)

ایک کنجوس نماز پڑھنے نکلا۔ راستے میں
خیال آیا:۔

"چراغ جلتا چھوڑ آیا ہوں"۔
واپس پلٹا دروازے کے آگے رک گیا۔
..... اور خادمہ کو آواز دی:۔
"چراغ فوراً بجھا دو، تیل ضائع ہو رہا ہے"۔
خادمہ نے جواب دیا:۔
"آپ نے نہیں سوچا واپس آنے میں....
آپ کے جوتے گھس گئے ہیں"۔
کنجوس نے عقل مندی سے جواب دیا:۔
"واپسی پہ —— میں نے جوتے اتار کر بغل میں
رکھ لئے تھے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

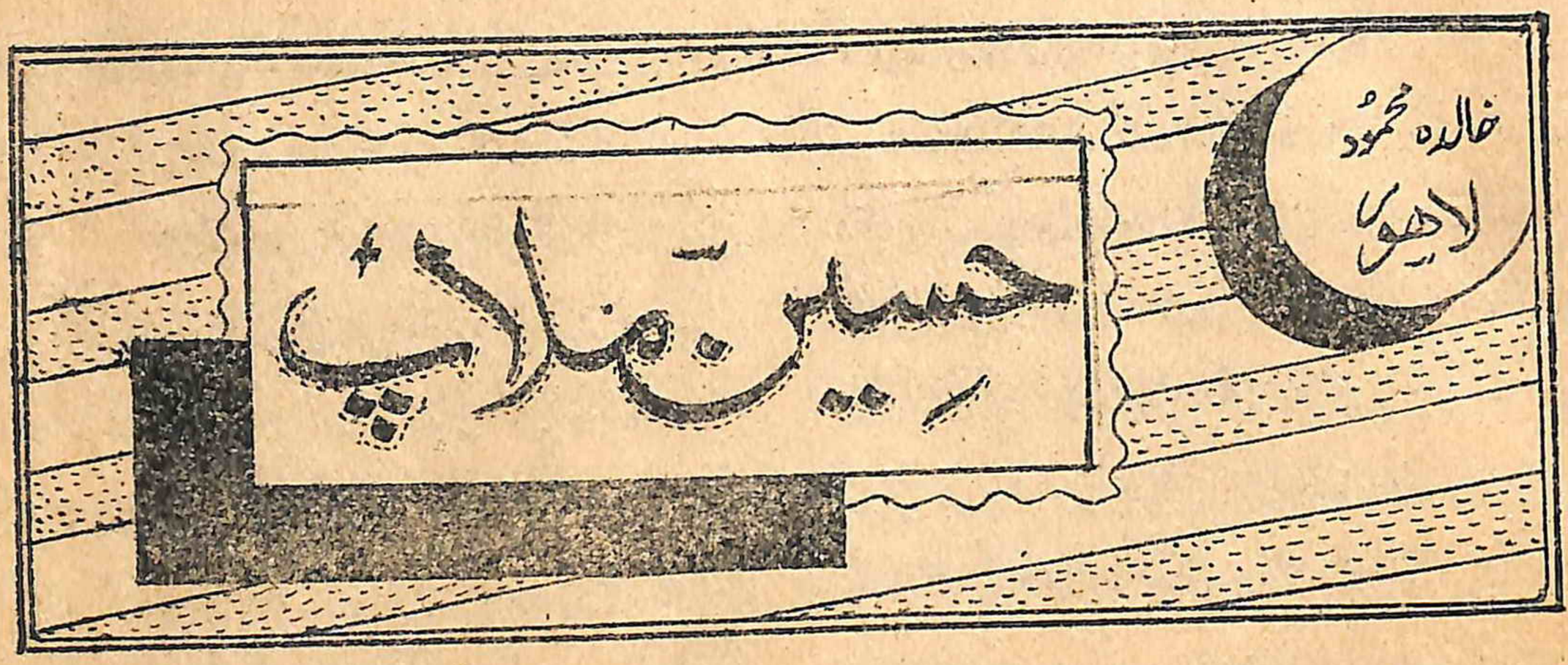

سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر کو شروع ہونا تھا۔ سلیمان نے سوچا ۲۵ تاریخ کو ربوہ پہنچ جانا چاہیئے ۲۶ تاریخ کو بسوں پر بے حد رش ہو گا۔ ہر احمدی ربوہ پہنچنے اور جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے بے تاب ہوتا ہے ——

گھڑی میں ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر وہ بسوں کے اڈے پر جانے کیلئے روانہ ہوا۔ اڈہ پر بے پناہ ہجوم تھا۔ طارق ٹرانسپورٹ کی بسیں ربوہ جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں۔ اگلی بسوں میں ایک سواری کے لئے بھی بالکل گنجائش نہیں تھی۔ وہ بسوں میں جھانکتا جا رہا تھا۔ کہ ایک بس کے کنڈیکٹر نے کھڑکی میں سے جھانک کر کہا۔ "ایک سواری ربوہ"، وہ جلدی سے اس بس کی طرف لپکا۔ ٹکٹ تو اس نے پہلے ہی سے خرید لیا تھا۔

سیٹ پر بیٹھ کر اس نے اپنے ارد گرد کے مسافروں پر نگاہ ڈالی۔ کلینر نے اس کا سامان چھت پر رکھ دیا تھا۔ وہ اب سواریوں کو ٹکٹ دینے میں مصروف تھا۔ وہ ہر سیٹ کے پاس رکتا اپنی ٹھہری ہوئی آواز میں کہتا "ٹکٹ پلیز"۔

سلیمان کو یہ آواز جانی پہچانی معلوم ہو رہی تھی۔ کنڈیکٹر ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر شفقت کے اثرات اس قدر واضح تھے کہ ہر کسی کی توجہ اسکی جانب مبذول ہو جاتی —— مگر سلیمان تو ٹکٹکی باندھے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس نے یہ آدمی زندگی میں کبھی دیکھا بھی ہے یا نہیں۔ اگر دیکھا ہے۔ تو کس جگہ پر۔ انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ بس روانہ ہو گئی۔

نواب رشید الزماں ہر سال جلسے پر جایا کرتے تھے۔ مگر اس سال نواب رشید الزماں اپنی بیگم اور لڑکی امۃ النصیر کے ہمراہ لندن کسی عزیز کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ سلیمان اپنے امتحانوں کی وجہ سے نہ جا سکا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ جلسہ پر اکیلا جا رہا تھا۔ بس تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ ہر بار سلیمان کی نگاہ اٹھتی تو وہ کنڈیکٹر کو اپنی طرف دیکھتا ہوا پاتا۔ ایک دم بس رکی دو مسافر اترے اور تین مسافر سوار ہو گئے

کنڈیکٹر نے اپنی جگہ ایک مسافر کو دے دی اور خود اگلے کی طرف چلا گیا۔

سلیمان جب بھی بس پر سوار ہوتا ہے۔ تو ایک پرانا دھندلا سا نقشہ اسکے ذہن میں واضح ہو جاتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب وہ پانچ سال کا تھا۔ وہ اپنی والدہ بہن اور باپ کے ساتھ لائل پور سے لاہور آرہا تھا۔ کہ لاہور سے آنے والی بس کا ان کی بس سے تصادم ہو گیا۔ اس حادثہ کے بعد گویا اُس کا دوسرا جنم تھا کئی آدمی زخمی ہو گئے تھے۔ اور کئی تو مر ہی گئے تھے وہ خود نہ جانے کس طرح بچ گیا تھا۔ البتہ ہلکی ہلکی خراشیں اس کے تمام جسم پر آئی تھیں۔ وہ ابھی اس اس ہولناک حادثے کو سمجھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا۔ کہ ایک باریش بزرگ نے اس کو پکڑ کر اٹھایا اور زخمیوں کے پاس لے جاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بیٹا تمہارے ابو جان کونسے ہیں"

وہ ہر زخمی کے پاس گیا۔ مگر اس کے ابو کہیں بھی نہیں تھے۔ وہ باریش بزرگ نواب رشید الزماں ہی تھے۔ جنہیں وہ آج ابو کہہ کر پکارتا ہے۔ نواب رشید الزماں اس کو گھر لے آئے بیگم رشید الزماں نے تو لپک کر گود میں ہی اُٹھا لیا۔ اُسے اب تک وہ وقت نہیں بھولتا۔ جب وہ کئی دن تک روتا رہا تھا۔ مریم اسے ہمیشہ بہلانے کی کوشش کرتی۔ رفتہ رفتہ وہ یہ زخم بھول گیا۔ نواب رشید الزماں احمدی تھے۔ ہر وقت ذکرِ خدا کرتے رہتے۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ ان کی لڑکی مریم جو اس وقت تقریباً دس سال کی ہو گی باقاعدگی سے نماز ادا کرتی۔ سلیمان کو یہ بات بہت عجیب لگتی۔ کہ اتنی چھوٹی سی لڑکی نمازیں کیوں پڑھتی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے اس نے اپنے گھر میں کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک بوڑھی نانی اماں تھیں۔ جو سارا دن تخت پوش پر بیٹھی اللہ اللہ کرتی اور نمازیں پڑھتی تھیں۔ سلیمان کے تصور میں یہی بات تھی۔ کہ صرف وہ لوگ جو بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ وہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور بچے سارا دن کھیلنے کودنے کیلئے۔ خود اس کا کام بھی یہی تھا۔ سارا دن گلی میں کھیلنا یا کنکوّے لڑانا۔

ان کے گھر کے ساتھ ہی احمدیوں کا گھر ہوا کرتا تھا۔ جہاں اس کے دو ہم عمر لڑکے رہتے تھے۔ جو بڑے نیک اور شریف تھے۔ انہوں نے کبھی گلی میں آکر ان کے ساتھ کھیل میں شریک ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔ اُسے یاد پڑتا ہے۔ کہ اس کا باپ اپنے اس ہمسائے سے بڑی خار کھاتا تھا۔ اور اسے کافر کہا کرتا تھا۔ اسی کے ایما پر وہ بھی محلے کے لڑکوں کے ساتھ مل کر ان دونوں لڑکوں کو کافر کافر کہہ کر چھیڑا کرتے تھے۔ اب اُسے یہ سوچ سوچ کر سخت کوفت ہو رہی تھی۔ کہ اس کا باپ کس قدر غلطی پر تھا۔ نواب رشید الزماں نے اس کی پرورش اپنے لڑکے کی طرح دینی ماحول میں کی تھی۔ اس نے احمدیت کے متعلق بے شمار کتابیں پڑھی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی بہت سی کتابیں پڑھ ڈالی تھیں۔ مگر ان میں کوئی بات بھی ایسی نہ تھی۔ جو کافر ہونے کا ثبوت مہیا کرتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"کاش میرا باپ مجھے کہیں مل جائے تو میں اُسے بتاؤں کہ احمدیت کیا ہے"۔ یہ سوچ سوچ کر اس کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔ کہ کتنے ہی لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں گے۔ اس نے سوچا وہ بھی اپنی تعلیم مکمل کر کے مبلغین کا کورس پاس کرے گا۔ مبلغ بنے گا پھر لوگوں کو بتائے گا۔ کہ احمدیت کیا ہے۔ احمدیت عین اسلام ہے اس لئے آؤ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسے وقت بار بار نہیں آتے۔

بس اب چنیوٹ کے اسٹیشن پر کھڑی تھی۔ لوگ اتر اتر کر کھانے کی چیزیں خرید رہے تھے۔ مگر وہ بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔ پندرہ منٹ کے بعد بس پھر روانہ ہوئی۔ اب کی دفعہ کنڈیکٹر اس کی سیٹ کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کے نشان تھے۔ بے پناہ درد کرب اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔ سلیمان کا دل چاہا کہ اس سے دریافت کرے "کہ اے محترم بزرگ اپنے سارے دُکھ تم نے کہاں سے لئے ہیں"۔ ہر بار ہمت کرتا مگر زبان ساتھ نہ دیتی۔ آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"آپ پشیمان دکھائی دے رہے ہیں کیا بات ہے"۔ بوڑھے کنڈیکٹر نے اس کی طرف دیکھا آنکھوں میں رُکے ہوئے آنسو چھلک آئے۔ "بیٹا کیا بتاؤں تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے بیٹے کی یاد آ رہی ہے۔ جو نہ جانے اب کہاں ہوگا۔ لائل پور سے لاہور آتے ہوئے ایک حادثے میں مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ خدا جانے وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ خود مجھے بھی لوگوں نے مُردہ سمجھ لیا تھا مگر دو دن بے ہوشی کے بعد مجھے خدا نے نئی زندگی دی مگر اس حادثے میں میں اپنی بیوی ایک بیٹا اور ایک بیٹی سے محروم ہو گیا"۔

سلیمان جو کافی دیر سے اپنے جذبات روکے بیٹھا تھا۔ بول اُٹھا۔ "آپ کے بیٹے کا نام انور تھا"۔ ہاں ہاں! اس کا نام انور ہی تھا۔ انور جواب سلیمان تھا۔ ابا جان کہہ کہ اس سے لپٹ گیا۔

"میرے بیٹے تو تم ہی انور ہو اوہ! خدا کا کتنا شکر ہے۔ میرا بچھڑا بچہ مجھے مل گیا۔ کہاں رہتے ہو۔ میرے بچے کہاں جا رہے ہو؟" شدتِ جذبات سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

انور نے مختصر سی اپنی داستان سنائی۔ اور بتایا کہ وہ احمدی ہے۔ اور جلسہ سالانہ پر جا رہا ہے۔ انور کے باپ نے کہا۔ بیٹا میں نے در بدر کی خاک چھانی آخر مجھے کنڈیکٹر کی جگہ مل گئی۔ ہر سال بہت سے لوگ انہی بسوں سے جلسہ سالانہ پر جاتے ہیں۔ میں احمدیوں کے اخلاق اور حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ واقعی یہ سچے مسلمان ہے۔ مگر میں نے ابھی تک بیعت نہیں کی۔ میرے بیٹے اب میں بھی تمہارے ساتھ ربوہ جاؤں گا۔ اور تمہارے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ میرے بچے جس جماعت کے لئے تم نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ تو پھر میں کیوں نہ اس سلسلہ میں شامل ہو جاؤں۔ سلیمان بے حد خوش اور حیران تھا کہ خدا نے اس کی آرزو کتنی جلدی خود ہی پوری کر دی۔ اور خوشی میں اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"بھائی جان"

دُنیائے احمدیت کی خبریں

رمضان المبارک کی آمد

ربوہ میں رمضان المبارک کو احکام خداوندی کے مطابق جس اہتمام سے بسر کیا جاتا ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی دوسرے شہر میں نہیں ملتی۔ رمضان اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ جن کو حاصل کرنے کے لئے اور جذب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت کی ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب شریعت نازل ہوئی۔ پس رمضان میں دن کو روزہ رکھنے اور رات کو نوافل ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ گویا انسان کو شب و روز عبادت میں صرف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں تمام قسم کی لڑائی جھگڑا فساد اور بُری باتوں سے منع کیا گیا ہے اور تلاوت قرآن کریم، درود شریف اور عام بھلائی کی باتوں پر اُبھارا گیا ہے۔ گویا انسان کو سال میں ایک مہینہ کم از کم مزید عبادت و ریاضت، تقویٰ شعاری اور نیکوں میں بسر کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ روحانی لحاظ سے زندہ رہے۔

اور اس کی کمزوریوں اور گناہوں کی آلائشیں اس سے دُھل جائیں

ربوہ میں تو اگرچہ سارا سال ہی ان باتوں کا معمول رہتا ہے۔ لیکن رمضان المبارک میں تو کچھ اور ہی منظر نظر آتا ہے۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک سبھی ایک رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ سحری کا وقت ہوتا ہے۔ تو اطفال بیدار ہو کر صلی علی نبینا صلی علی محمد بلند اور مترنم آواز میں پڑھتے ہیں۔ اور یوں ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے گلیوں میں چکر لگا کر روزہ داروں کو جگاتے ہیں۔ فجر کی نمازیں مسجدیں نمازیوں سے پُر ہوتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی لحافوں کو پھینک کر مسجدوں کی طرف بھاگتے نظر آتے ہیں۔ اس دفعہ سردی بھی غضب کی پڑی ہے۔ حتیٰ کہ راتوں کو پانی جم جاتا رہا۔ بلکہ ایک دن تو دن کے وقت ربوہ میں ہلکی سی برف باری بھی ہوئی اور ہوائیں اس قدر یخ بستہ اور تیز کہ الامان الحفیظ۔ مگر خدا کے ان بندوں کا شوقِ عبادت ملاحظہ ہو کہ بغیر کسی چیز کی پروا کئے مسجد کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا درس ہوتا ہے۔ اس کے بعد گھروں سے تلاوت قرآن کریم کی ترنم ریز آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں روزانہ قرآن کریم کا درس ہوتا ہے جو عصر کی نماز تک چلتا ہے۔ اور ربوہ کے سب محلہ جات سے آئے ہوئے لوگ سارا وقت بڑی توجہ اور انہماک سے درس سنتے ہیں ربوہ کے تمام دکاندار درس کے وقت اپنی دکانیں بند رکھتے ہیں۔ اور پھر جب مسجد مبارک کے لاؤڈ سپیکر سے مغرب کی اذان گونجتی ہے۔ تو سب لوگ روزہ افطار کرکے جوق در جوق مساجد کی طرف جاتے ہیں۔ اس وقت ایک عجیب خوشی اور بشاشت لوگوں کے چہروں سے ٹپکتی ہے۔ اور خوش کیوں نہ ہوں جبکہ وہ اپنے خدا کو یہ بتانے جا رہے ہوتے ہیں :-

کہ "اے خدا ہم نے تیرے ساتھ کئے ہوئے
روزہ داری کے عہد کو وفاداری سے
پورا کر دیا ہے اب تو اسے قبول فرما"

اور پھر عشاء کی نماز کے بعد مسجد مبارک اور بعض دیگر مساجد میں نماز تراویح کا اہتمام ایک عجیب روح پرور سماں پیدا کرتا ہے ـــــ الغرض ربوہ کا رمضان اپنی مثال آپ ہے۔ بہت سے احباب بیرونجات سے ان مبارک ایام کو ربوہ میں آکر بسر کرتے ہیں۔ آپ کو بھی اگر موقعہ ملے تو ضرور ربوہ آکر رمضان گذاریں۔

سابق وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر کی آمد

مورخہ جنوری کو پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور مغربی پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب منظور قادر ربوہ تشریف لائے۔ آپ بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کی دعوت پر کالج کے طلبہ کو خطاب کرنے کیلئے یہاں آئے تھے۔ خطاب سے پہلے آپ کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی سیر بھی کرائی گئی۔ جماعت احمدیہ کے تبلیغی اور تنظیمی نظام کو دیکھ کر آپ بے حد متاثر ہوئے اور اپنی مسرت کا ان الفاظ میں اظہار کیا کہ :-

"میں بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام کی مساعی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی ان مساعی میں برکت ڈالے اور یہ بارآور ثابت ہوں"

آپ نے تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں طلبہ سے ایک گھنٹہ تک طلبہ کے مسائل پر نہایت عمدہ پیرائے میں خطاب کیا۔ آپ نے طلبہ کو بہت سی مفید نصائح کیں اور فرمایا کہ طلبہ کو سیاسی شعور کو حاصل کرنا چاہیئے لیکن عملی سیاسیات میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ قوم اور طلبہ دونوں کیلئے نقصان رساں ہے۔

آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ

ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام ہر سال جنوری میں آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی مورخہ ۹-۱۰-۱۱ جنوری کو ٹورنامنٹ کھیلا گیا۔ پاکستان کے طول و عرض سے آئی ہوئی بیسیوں نامور ٹیموں نے اس میں حصہ لیا اور ٹورنامنٹ کو کامیاب بنایا ان ایام میں اگرچہ شدید سردی تھی اور بادل چھائے ہوئے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاہم کھلاڑیوں اور شائقین کے ذوق و شوق میں ذرہ بھر کمی نہیں آئی۔ چنانچہ آخری روز تو پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔

مبلغ اسلام کی روانگی

۱۷ر جنوری کو مبلغ اسلام مکرم منیر احمد صاحب عارف تبلیغ اسلام کے لئے بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ سے روانہ ہوئے۔ احباب نے ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائی کو پرخلوص طور پر الوداع کیا۔ مکرم عارف صاحب نائیجیریا مغربی افریقہ تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں پورا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ ۲۶ر دسمبر ۶۳ء کو شروع ہوا۔ اور ۲۷ر دسمبر کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ ملک کے دور دراز علاقوں سے افریقن احمدی احباب ۲۴ر تاریخ سے ہی آنے شروع ہو گئے تھے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام مشن ہاؤس کی طرف سے بہت عمدہ طریق پر کیا گیا تھا۔ ۲۵ر کی شام تک ہزارہا کی تعداد میں احمدی احباب جمع ہو چکے تھے۔ چنانچہ ۲۶ر دسمبر کی صبح کو نو بجے جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔ افتتاح مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ کی افتتاحی تقریر سے ہوا جو تلاوت قرآن پاک کے بعد آپ نے شروع فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے لیگوس کے سلطان کا ایک پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو انہوں نے خاص اس موقعہ پر بھیجا تھا۔ آپ کے اس پیغام کا لب لباب یہ تھا کہ:۔

"لوگوں کی نظریں جماعت احمدیہ پر ہیں کہ وہ اسلام کی امن و سلامتی کی تعلیم کے ذریعہ ملک میں یکجہتی پیدا کرنے کو معجزانہ رنگ میں سرانجام دے اور اس طرح انسانیت کی بہبودی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کا موجب بنے"۔

اس کے بعد جماعت کے سرکردہ اصحاب نے مختلف تربیتی و علمی موضوعات پر تقریریں کی اور پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ دوسرا اجلاس شوریٰ کا اجلاس تھا جس میں بہت سے جماعتی امور زیر بحث آئے۔ جلسہ کے دوسرے روز دو اجلاس منعقد ہوئے۔ اور دونوں ہی خدا کے فضل سے بڑے کامیاب ہوئے۔ جلسہ کی خبریں عام روزانہ اخبارات اور ریڈیو نائیجیریا کے ذریعہ نشر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان اقوام کو جلد از جلد احمدیت کے نور سے منور کر دے۔ آمین۔

مغربی جرمنی میں تبلیغ اسلام

فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) کے مبلغ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی کی تبلیغی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ جرمنی میں تبلیغ اسلام کا کام خدا کے فضل سے بڑے زور شور سے جاری ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک خاتون نے اسلام قبول کیا۔ یہ خاتون دو سال تک خط و کتابت کے ذریعہ سے زیر تبلیغ تھیں۔ اسلام سے تعارف حاصل کرنے کیلئے کئی طالبات مسجد فرانکفورٹ میں آئیں۔ اور بڑا اچھا اثر لے کر گئیں۔ الحمد للہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ امتحان ھلالِ اطفال

۲۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ھلال اطفال اور ستارہ اطفال کے امتحان لئے گئے تھے۔ مجالس کو تفصیلی نتیجہ بذریعہ ڈاک بھجوایا جا چکا ہے۔ چند کوائف احباب کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس دفعہ ۶۷ مجالس کے ۱۳۳۸ اطفال نے امتحانات میں حصہ لیا۔ حالانکہ گذشتہ امتحان میں ۹۵ مجالس کے ۱۸۹۰ اطفال نے حصہ لیا تھا۔

۲۔ مندرجہ ذیل ۷ مجالس نے پہلی بار امتحانات میں شمولیت کی ہے۔

۱۔ رتن چک ۸۹/ج ب ضلع لائل پور۔ ۲ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر۔ ۳ بکھی آنا ضلع شیخوپورہ۔ ۴ چک ۸۸ شمالی ضلع سرگودھا ۵۔ کیمبل پور ۶۔ نصرت آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر۔ ۷ گوکھووال چک ۲۷۶ ضلع لائل پور۔

۳۔ مندرجہ ذیل ۳۶ مجالس نے مئی ۶۳ء کے امتحان میں حصہ لیا تھا۔ مگر اب دوسرے امتحان کے وقت خاموش رہی ہیں۔

۱۔ گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ ۲ محمود آباد جہلم۔ ۳ جہلم شہر ۴۔ پنڈ دادنخان ضلع جہلم۔ ۵ خوشاب ضلع سرگودھا۔ ۶ چنیوٹ ضلع جھنگ۔ ۷ چک ۳۸ ضلع لائلپور۔ ۸ گوجرہ ضلع لائل پور۔ ۹ گھسیٹ پورہ ضلع لائلپور۔ ۱۰ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ ۱۱ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ ـــــ ۱۲ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ ۱۳ محمود آباد فارم ضلع تھرپارکر۔ ۱۴ ناصرہ آباد ضلع تھرپارکر۔ ۱۵ چک ۹۳ ۲۰۵۰۸ ضلع مظفر گڑھ۔ ۱۶ لیہ ضلع مظفر گڑھ۔ ۱۷ بدین ضلع حیدر آباد۔ ۱۸ ملتان کینٹ۔ ۱۹ رحیم یار خاں ۲۰ چک ۴۳۳ دھیرکے ضلع لائل پور۔ ۲۱ چک سکندر ضلع گجرات ۲۲ دھیرکے کلاں ضلع گجرات ۲۳ تہال ضلع گجرات ۲۴ سعد اللہ پور ضلع گجرات۔ ۲۵ دارالرحمت غربی ربوہ ۲۶ گوجرانوالہ۔ ۲۷ چک ۹ شمالی ضلع سرگودھا۔ ۲۸ گولبازار ربوہ۔ ۲۹ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ ۳۰ باب الابواب ربوہ۔ ۳۱ فتح پور ضلع گجرات۔ ۳۲ جڑانوالہ ضلع لائلپور۔ ۳۳ ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ۔ ۳۴ نوشہرہ کینٹ ۳۵ شاہدرہ ضلع لاہور۔ ۳۶ بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔

۴۔ اگلا امتحان یکم مئی ۱۹۶۴ء کو ہوگا۔ جن اطفال نے ستارہ اطفال اور ھلال اطفال کے امتحانات پاس کر لئے ہیں۔ وہ قمر اطفال کے امتحان میں شامل ہو سکیں گے تاہم باقی اطفال حسب حالات ستارہ اطفال اور ھلال اطفال میں بھی حصہ لے سکیں گے۔

نوٹ:۔ امتحانات کو پاس کرنے کے لئے ۵۰٪ نمبر حاصل کرنے

(نقل از تشحیذ الاذہان نمبر ۱۱ جلد ۵۹ نمبر ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۰ اطفال الاحمدیہ ستارہ اطفال ھلال اطفال قمر اطفال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالس اطفال الاحمدیہ ——— ایک نظر میں!

(مکرم محمد اسمٰعیل منیر صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ہر حصہ میں اطفال احمدیت بیدار ہو رہے ہیں۔ اور جوش و خروش سے کام کر رہے ہیں۔ جس کی ایک علامت یہ ہے کہ ماہ نومبر اور دسمبر کی کارگذاری کی رپورٹیں بعض ایسے مقامات سے وصول ہونی شروع ہو گئی ہیں جہاں پچھلے سال بالکل جمود طاری تھا۔ سیالکوٹ شہر کے بعد اب ضلع میں بھی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ لاہور جیسے وسیع و عریض شہر کے اطفال نے دیگر جماعتی مجالس کی نسبت قدم آگے بڑھانا شروع کیا ہے۔ سابق صوبہ سندھ کے بچوں کی چستی بھی قابل تقلید ہے۔ اللھم زد فزد

ماہانہ رپورٹیں: اطفال کا کام تو پہلے سے تیز ہو رہا ہے مگر ابھی تک مجالس اور اطفال نے اپنی کارگذاری کی رپورٹ الگ مطبوعہ فارم برائے اطفال الاحمدیہ پر بھجوانے کی طرف کماحقہ توجہ نہیں کی۔ اکثر مجالس کی طرف سے رپورٹ خدام الاحمدیہ کے رپورٹ فارم پر ہی درج ہوتی ہے۔ مگر اس کا چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ لہذا سب مجالس اطفال الاحمدیہ اپنی کارگذاری کی رپورٹ اطفال الاحمدیہ کے مطبوعہ فارم پر بھجوانے کی پابندی کریں (اگر یہ فارم آپ کے پاس نہ ہوں تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر دفتر مرکزیہ سے منگوا لیں) نومبر اور دسمبر میں الگ فارم پر رپورٹیں بھجوانے والی مجالس کی تعداد ۲۴ رہی۔ جو گذشتہ سال کی اس ماہ کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ مگر ہماری مجالس کی تعداد کے لحاظ سے ۲۵٪ بھی نہیں۔

قرآن مجید: دل میں یہی ہے ہر دم میرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

ہمارے لئے سب سے بڑی مذہبی کتاب قرآن مجید ہے۔ جو لوگ اسے بچپن میں پڑھ لیتے ہیں۔ وہ ساری عمر اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر جو چھوٹی عمر میں وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ان کی ساری عمر پشیمانی میں ہی گزر جاتی ہے۔ اور بڑے ہو کر شاذ و نادر ہی کوئی اس کلام پاک کو ختم کرتا ہے۔ ۲۴ آمدہ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ شہروں میں قرآن مجید جاننے والے اطفال کی تعداد دیہات کی نسبت زیادہ ہے۔ ہاں جن دیہات میں روزانہ تربیتی کلاس لگتی ہے۔ مثلاً کوٹ رحمت خاں کھاریاں۔ محمود آباد۔ گوجرہ۔ وہاں کے اطفال نسبتاً اچھے ہیں۔ ۲۴ مجالس میں ۱۲۶۳ اطفال ہیں جن میں سے ۴۰۳ قرآن مجید ناظرہ پڑھ چکے ہیں۔ یہ تعداد جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے خطرہ کا الارم ہے۔ مجالس شہری و دیہاتی فوراً اس طرف توجہ کریں۔ بچہ ناظرہ القرآن دو تین دفعہ اچھی طرح ختم کرے تو پھر قرآن مجید خود بخود پڑھ لیتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ چھ سال کی عمر میں بچوں کو ناظرہ القرآن خوب رواں ہو جانا چاہیئے۔

قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مسجد یا نماز کے مرکز میں روزانہ کلاس ہو تو یہ کام عمدگی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ پھر ہر گھر میں بھی ماں باپ کی نگرانی میں بچوں کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا انتظام ہونا باعث برکت ہوگا۔ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔ معمولی سی نگرانی سے بہت بڑا کام ہو جائے گا۔

نیز جو بچے قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیں ان کو قرآن مجید کا ترجمہ سکھایا جائے۔ اور آخری سورتیں زبانی یاد کرائی جائیں۔

صفائی:- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفائی بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ گویا ایک مومن بندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جسم۔ لباس جگہ وغیرہ کی صفائی کا پوری طرح خیال رکھے۔ صفائی کا خیال نہ رکھنے والا بیمار ہو جائے گا۔ اور پھر دنیا اور دین کے کاموں میں حصہ بھی نہ لے سکے گا۔ صفائی کی عادت بھی بچپن میں ڈالنی ضروری ہوتی ہے۔

آٹھ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۲۶۳ اطفال میں سے صرف ۳۹۷ اطفال روزانہ اپنے دانتوں کی صفائی کرتے ہیں۔ اور ناخنوں کی صفائی رکھنے والے اس سے بھی کم ہیں۔ گویا ۲/۳ حصہ بچے اپنے دانتوں کو جلد یا بدیر کھو دیں گے۔ اور ساتھ ساتھ ہی سینکڑوں بیماریوں کے شکار بھی ہوں گے۔ چونکہ بچہ میٹھے کا استعمال زیادہ کرتا ہے اس لئے اس کو دانتوں کی صفائی کا خیال تو بڑوں سے بھی زیادہ رکھنا چاہیئے۔ پس دانت صاف کرنے کروانے کی عادت ڈالیں۔ خواہ مسواک سے، برش سے، کسی ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے۔

ہفتہ واری اجلاس:- کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ چیز بار بار بچوں کے سامنے پیش کی جائے اور پھر متواتر بچوں سے مشق کروائی جائے۔ اسی حکمت کے پیش نظر اسلام نے ہمیں ان میں پانچ مقررہ اوقات میں نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ پھر ہفتہ میں ایک بار نماز جمعہ رکھ دی ہے اور سال میں دو بار نماز عید مقرر فرمائی ہے۔ جو بھی ان سب نمازوں کو باقاعدگی سے پوری شرائط کے ساتھ ادا کرے گا یقیناً وہ دنیا کے ہر کام میں کامیاب ہو سکے گا۔ اسی طرح اطفال الاحمدیہ کی غرض و غایت کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ بچوں کی روزانہ تعلیمی کلاس کے علاوہ ہفتہ واری اجلاس بھی ہوں۔ جس میں اطفال الاحمدیہ کے نظام کے متعلق تقریریں ہوں اور عملی تربیت کے لئے بھی مختلف ذرائع اختیار کئے جائیں۔ بچے خود بھی تقریریں کریں۔ مضمون پڑھ کر سنائیں۔ نظمیں پڑھیں۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جس مجلس نے ہفتہ وار اجلاس کو چار چھ ماہ تک باقاعدگی سے جاری رکھا اس کو ہر لحاظ سے کامیابی حاصل ہوئی۔ ہمیشہ غیر حاضر رہنے والے اطفال بھی آہستہ آہستہ آنے شروع ہو گئے۔ اور حاضر رہنے والے بچے ہر رنگ

میں چاک و چوبند بنتے گئے۔ بڑے شہروں میں ہفتہ واری اجلاس حلقوں میں ہو سکتے ہیں اور پھر شہر کا ماہانہ اجلاس ہونا ضروری ہے۔

دسمبر میں ۲۴ مجالس نے ۸۲ اجلاس کئے یہ رپورٹ بہت خوشکن ہے۔ باقی سب مجالس بھی اس طریق پر عمل شروع کر دیں تو سارے پاکستان میں اطفال الاحمدیہ کا کام بہت نمایاں ہو سکتا ہے۔

امتحان کی تیاری:- اب سکولوں کے سالانہ امتحانات قریب آ رہے ہیں۔ اگر سب اطفال امتحانات میں کامیاب ہوں گے تو یہ امر ہمارے لئے خوشی کا موجب ہوگا۔ پس اطفال اور ان کے عہدیداران اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ جن اطفال کی تعلیمی حالت کمزور ہو ان کی دوسرے ساتھی مدد کریں تاکوئی طفل فیل ہو کر اپنی مجلس کی بدنامی کا موجب نہ بنے۔ ہر احمدی بچے کا ایمان ہونا چاہیئے کہ احمدی کسی میدان میں بھی فیل نہیں ہوتا۔

قمر اطفال:- سالانہ امتحانات کے بعد یکم مئی کو قمر اطفال کا امتحان شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہوگا۔ مگر اس امتحان میں صرف وہی بچے حصہ لے سکیں گے جو پہلے دو امتحان ستارہ اطفال اور ھلال اطفال پاس کر چکے ہوں گے۔ اور جن بچوں نے ابھی تک پہلے دو امتحان پاس نہیں کئے ان کے لئے انتظام ہوگا کہ وہ اپنے اپنے امتحان میں شامل ہوں۔

آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک مجالس نے امتحانات کی تیاری شروع نہیں کروائی۔ حالانکہ وقت بہت کم باقی رہ گیا ہے۔ بالخصوص عملی حصہ کا ریکارڈ ابھی سے مکمل کرنا شروع کر دینا ضروری ہے۔ ورنہ امتحان کے دن ناظم صاحب یا مربی صاحب اطفال کو ریکارڈ برائے تصدیق کہاں سے ملے گا۔

متفرق:- نومبر دسمبر میں بعض مجالس نے بعض نمایاں کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جو دوسری مجالس کی رہنمائی کے کام آ سکتے ہیں۔

مثلاً سیالکوٹ کی مجلس نے اپنی لائبریری بنانی شروع کر دی ہے۔ نیز بزم حسن بیان اور مجلس انصار اللہ سلطان القلم بھی قائم کر لی ہے۔ اور ایک قلمی ماہنامہ "محمود" شروع کیا ہے۔ پہلی کاپی کو دیکھ بے اختیار منہ سے نکلا کہ:-

"ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"

ربوہ کے جلسہ سالانہ پر سیالکوٹ کے ۷۵ اطفال شامل ہوئے۔ جن کے لئے مجلس نے رعائتی ٹکٹ محکمہ ریلوے سے حاصل کئے تھے۔ دوسری مجالس بھی اس طریق سے ربوہ کے اجتماع اور جلسہ سالانہ وغیرہ پر زیادہ سے زیادہ اطفال کو لا سکتی ہیں۔ کرایہ نصف ہو جاتا ہے۔ اور بچے اکٹھے سفر کرنا پسند بھی کرتے ہیں۔ سیالکوٹ کے جشن علم انعامی اور کھاریاں کی تقریب یوم والدین بھی قابل تقلید امور ہیں۔

شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ سب اطفال کو

عید مبارک

پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قومی عید کو بھی جلد لاوے۔ جب کہ ہر طفل اسلام کا بہترین سپاہی ثابت ہو ـــــ آمین ؛

(باقی پھر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تار برقی

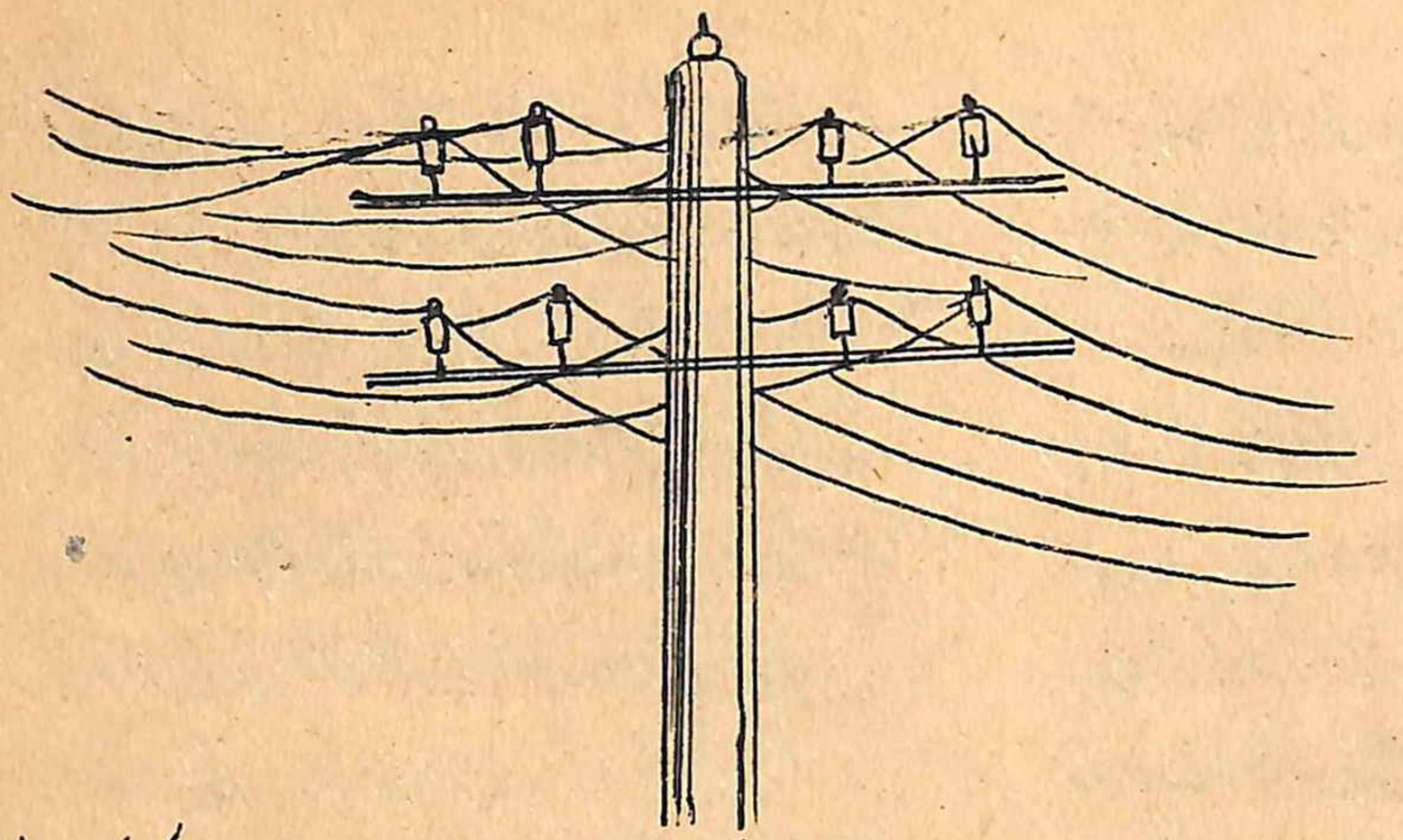

آج سے ہزاروں سال پہلے انسان بات چیت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ مل جل کر رہنا پسند کرتا اور فطرتاً اپنے خیالات اور جذبات دوسروں تک پہنچانے کا متمنی تھا۔ اس لئے وہ اپنے خیالات اور جذبات دوسروں تک پہنچانے کے ذرائع تلاش کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہا۔ پہلے اشاروں سے کام لیتا رہا۔ چنانچہ مادر زاد بہرے اور گونگے اب بھی ان سے کام لیتے ہیں۔ آخر مخاطب اور متکلم کے قریب ہونے کی صورت میں گفتگو کی جانے لگی۔ لیکن مخاطب کے دور ہونے پر یہ طریق کام نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے مختلف اشارے رائج ہوئے۔ کہیں سلگتی آگ کے دھوئیں کو مختلف ڈھنگوں سے اڑا کر اظہار مطلب کیا جاتا۔ یونانی روشن دانوں والا مکان بنا کر اس کے اندر آگ جلا کر روشن دانوں سے مختلف قسم کے شعلے نکال کر پیام پہنچاتے تھے۔ کہیں جھنڈیاں بلند مقامات سے ہلا کر پیام پہنچایا جاتا تھا۔ آج کل بھی فوجی سپاہی ان اشاروں سے کام لیتے ہیں۔ صدہا سال سے پہلے یونان میں شمسی شعاعوں کو خاص انداز سے آئینوں پر ڈال کر دور دراز مقام تک پیام بھیجا جاتا تھا۔ یہ سب اشارے ناقابلِ یقین تھے۔ اور صرف محدود فاصلے تک کام دے سکتے تھے۔

آخر لوگوں نے تحریری صورت میں خیالات ظاہر کرنے شروع کئے۔ سب سے پہلے مصریوں نے تحریروں سے کام لیا۔ جس میں حروف کی بجائے تصاویر بنائی جاتی تھیں۔ پھر ڈرائنگ جاری ہوئی۔ بعد میں جب لکھنے کا فن اور کاغذ سازی کا ہنر تیار ہوا۔ تو خطوط کا رواج پڑا۔ اور چٹھیاں ہرکاروں اور مسافروں کے ہاتھوں بھیجی جانے لگیں۔ وقت کی بچت کے لئے گھڑسوار اور سانڈنی سوار مقرر ہوئے۔ کبوتروں۔ بازوں اور ہدہدوں سے بھی کام لیا جانے لگا۔ ان طریقوں سے خواص ہی مستفید ہو سکتے تھے۔ عوام محروم تھے۔ وقت بھی بڑا صرف ہوتا تھا۔ سمندر میں بادبانی جہازوں کے ذریعہ خط بھیجے جاتے تھے۔ مگر امریکہ اور اسپین کے مابین سمندری لہریں خطوط پہنچاتی تھیں۔ چٹھی بوتل میں ڈال کر کاک بخوبی بند کر کے سمندر میں چھوڑ دیتے تھے۔ جو دوسرے ساحل تک پہنچ جاتی تھی۔ آخر محکمہ ڈاک قائم ہوا۔ اور ذرائع سفر میں ترقی ہوتے ہی ڈاک بھی جلد جلد پہنچنے لگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب ہوائی جہازوں کے ذریعے بھی ڈاک پہنچتی ہے۔

چونکہ اشارے دور تک کام نہ دے سکتے تھے اور ڈاک کا انتظام بھی تسلی بخش نہ تھا۔ اس لئے خبر رسانی کا کوئی بہتر طریق ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اگرچہ خبر رسانی کو آسان بنانے کی مدت سے کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن بجلی کی ایجاد سے اس میں بہت ترقی ہوئی۔

سکاٹ لینڈ کے ایک سائنسدان چارلس مارلین نامی نے ایک اخبار میں تار برقی کے ذریعے خبریں بھیجنے کے طریقے شائع کئے۔ لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ کی۔ آخر انگلستان کا سر فرانسس رانلڈ ایک مدت تک تجربات میں مشغول رہنے کے بعد اس میں کامیاب ہوا۔ سر فرانسس نے اپنی ایجاد کو سرکار انگریزی کے سامنے پیش کیا۔ لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن اس پر بھی اس کے حوصلے پست نہ ہوئے۔

سر فرانسس رانلڈ کے کام میں جو خامیاں رہ گئی تھیں۔ انہیں سر چارلس ہوسٹن اور سر ولیم کک دو سائنسدانوں نے مل کر دور کیا۔ اور تار برقی کو عوام کے لئے مفید بنایا۔

کک ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوا۔ عالم جوانی میں وہ فوج میں بھرتی ہو کر ہندوستان آیا۔ جب وہ واپس وطن گیا تو اس نے بجلی کا بغور مطالعہ کیا اور معلوم کیا کہ بجلی کی لہر کو روکنے اور پھر جاری کرنے کے وقت اس میں کپکپی پیدا ہوتی ہے۔ اس نے خیال کیا کہ اس کپکپی کے ذریعہ سے خبریں بھیجنے میں کامیابی ہو سکتی ہے اس نے اپنا خیال ہوسٹن پر ظاہر کیا۔ اور دونوں کی مشترکہ کوششوں نے اس میدان کو سر کر لیا۔

ہوسٹن ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد باجہ بجاتے تھے۔ ہوسٹن کو سائنس سے بڑی دلچسپی تھی اس نے اپنے ساتھی کک کے ساتھ مل کر ۱۸۳۸ء میں ریل کے کنارے کنارے کھمبے گاڑ کر ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک تار برقی کے ذریعہ پیغام بھیجا۔

ابتدا میں A . B . C . D . E پانچ حرفوں کی مدد سے بھیجنے کا ایک سادہ طریقہ دریافت کیا گیا۔ ایک بوتل کے زیریں حصے میں کاک لگا کر اس میں تیزاب ملا کر پانی ڈالا جاتا تھا۔ کاک میں سے پانچ موٹے موٹے تار گزارے جاتے تھے۔ جن کے سروں پر وہ حروف کندہ ہوتے۔ ان موٹے تاروں سے لمبے تار ملا کر ان کو بجلی کے مورچے سے ملحق کر دیا جاتا تھا۔ جس حرف کو ظاہر کرنا ہوتا تھا۔ اس کو منفی سرے سے اور دوسرے کو مثبت سرے سے ملانے سے پہلے سرے پر ہائیڈروجن پیدا ہونے لگتی تھی۔ اور اشارہ پہنچ جاتا تھا۔ لیکن یہ طریقہ تار برقی کی طرح استعمال نہ ہو سکتا تھا۔ ۱۸۲۰ء میں ایک سائنسدان نے برقی رَو سے مقناطیسی سوئی کے متاثر ہونے کا راز منکشف کیا۔ انہیں ایام میں سائنس دانوں نے معلوم کیا کہ نرم لوہے کے گرد تار لپیٹ کر تار میں سے برقی رَو گذارنے سے لوہے میں مقناطیسی خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ان اصولوں کو تار برقی میں استعمال کیا۔

کک اور ہوسٹن جب تار برقی کے ابتدائی مراحل طے کر رہے تھے۔ اسی زمانے میں دوسرے ملکوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سائنس دان بھی تار برقی کی ایجاد میں کامیابی کے ساتھ مصروف تھے۔ چنانچہ انہی دنوں امریکہ کے سائنس دان مورس نے تار برقی کے ذریعہ سے پیغام بھیجنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

مورس اگرچہ ایک کامیاب مصوّر تھا۔ لیکن وہ اپنا زیادہ تر وقت برقی تجربات میں گذارتا۔ اگرچہ مالی مشکلات نے اس کے ارادوں کو پست کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اپنی دھن کا پکّا اپنے کام میں لگا رہا۔ اور اس میں کامیاب ہوا۔ ایک موقعہ پر جب اس نے اپنے احباب کو اپنی تجربہ گاہ میں بلا کر تار برقی کا تجربہ کر کے دکھایا۔ تو اس کے دوست حیران رہ گئے۔ اور اس کی ایجاد کی داد دی۔

انہی ایام میں ایک ہوشیار مستری الفریڈ بیل نے مورس کی ایجاد سے متاثر ہو کر اس کی امداد کا بیڑا اٹھایا۔ دونوں نے مل کر کام شروع کیا۔ اور حکومت سے تار برقی کا ٹھیکہ لے لیا۔ اس کام کے لئے انہیں بہت روپے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ امریکہ کی انتظامی کانگریس نے مورس کی درخواست منظور کرتے ہوئے کافی روپیہ دے دیا۔ انہوں نے کھمبے گاڑ کر ان پر تار تان دیئے اور زاں بعد تار برقی کے ذریعے خبریں بھیجی جانے لگیں۔

ان سائنسدانوں کی شبانہ روز محنت سے تار برقی مکمل ہو گئی۔ اور عوام معمولی سی رقم ادا کر کے اپنا پیغام منزل مقصود پر پہنچانے لگے۔ تار برقی کی ایجاد نے ریل گاڑی کو بھی بہت فائدہ پہنچایا۔ کچھ عرصہ ہوا بجلی کی طاقت سے ٹائپ کرنے کی مشین ٹیلی پرنٹر ایجاد ہو چکی ہے۔ جب اس پر ٹائپ کیا جاتا ہے۔ تو وہی الفاظ ہزاروں میل دور کے فاصلے پر ٹائپ ہو جاتے ہیں۔

خشکی پر تار پہنچنے لگے۔ تو سائنس دان یہ سوچنے لگے کہ کسی طرح سمندر پار بھی خبریں بھیجی جائیں۔ چنانچہ ۱۸۴۹ء میں آبنائے ڈوور میں بحری تار کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ اور تانبے کے تاروں پر گٹا پارچا کا خول چڑھا کر تار بچھائے گئے۔ مگر پہلے ہی دن وہ بیکار ہو گئے۔ تاہم انہوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ اور مضبوط تار تیار کر کے سلسلہ مکمل کر لیا۔ اور ۱۵ اگست ۱۸۵۸ء کو امریکہ اور برطانیہ کے درمیان پیغام رسانی کا آغاز ہو گیا۔ یہ سلسلہ خشکی کی تار برقی کی ہی طرح تھا۔ اس تار کی جگہ کیبل (CABLE) بچھائے جاتے ہیں۔ اس طرح برقی پیغام دور دراز مقامات تک آناً فاناً پہنچ جاتا ہے۔

خیال ہے

بیوی: (میاں سے) کتاب ہی پڑھے جاؤ گے۔ کچھ جانوروں کا بھی خیال ہے؟

میاں: ہاں!

بیوی: "ان کو چارہ ڈلوا دیا؟"

میاں: نہیں۔

بیوی: "ان کو پانی پلوا دیا؟"

میاں: نہیں۔

بیوی: "پھر تم نے کیا کیا؟"

میاں: "بس ان کا خیال ہے۔"

تشحیذ الاذہان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

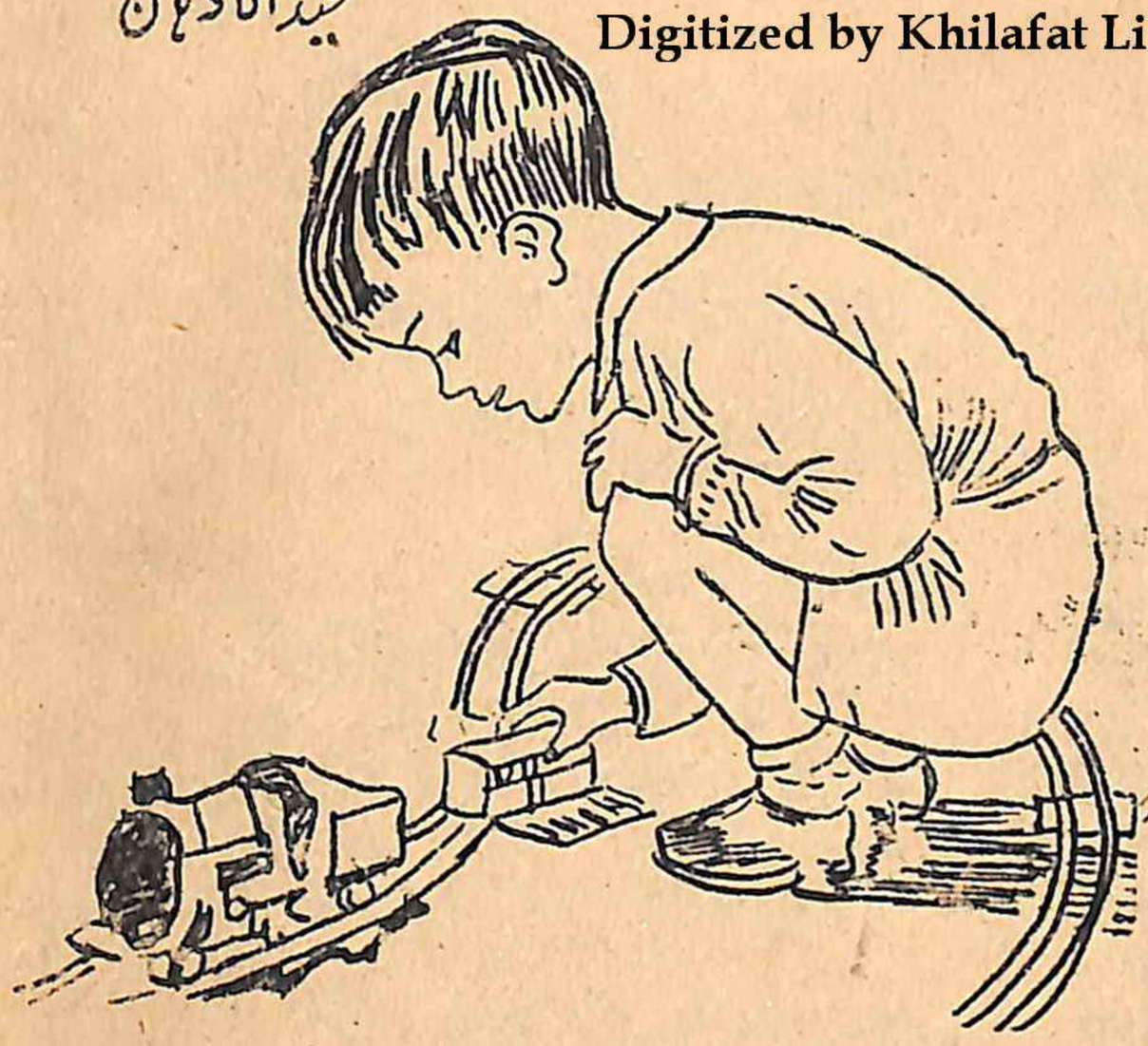

کھلونے بھی بولتے ہیں!

ایک دن ماں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر سعید کو پکارا:-

ماں: (بلند آواز سے) سعید۔ او سعید! کہاں گئے پھر تم؟

سعید: (گھبرا کر دُور سے) آں۔ آں۔ یہاں ہوں امّی۔ آں کھلونوں کی الماری کے پاس۔

ماں: (قریب آکر) بس! کبھی پڑھنے لکھنے کا نام نہ لینا۔ ہر وقت یا کھیل کود یا کم بخت یہ کھلونوں کی الماری۔ کسی وقت ان کھلونوں کو دم بھی نہیں لینے دیتے۔

سعید: کھلونوں میں بھی کیا جان ہے امّی؟ یہ دم کیسے لیں گے؟ یہ تو بول بھی نہیں سکتے۔

ماں: (ناراض ہو کر) زیادہ فیلسوفیاں نہ بگھارو۔ تمہیں پڑھنے لکھنے کا کچھ خیال نہیں۔ صبح جھوٹا بہانہ کیا تھا نا۔ سر کے درد کا۔ مدرسے بھی نہیں گئے تم۔ پہلے اُٹھ کر باہر نکل گئے اور معلوم نہیں تمام دن کہاں کہاں کی خاک چھانتے پھرے اور شام کے وقت گھر آئے ہو تو پھر اس ناشدنی الماری میں گھس گئے ہو۔ (بلند آواز سے ناراضی ہو کر) نکمے! اب تو یہ کھلونے بھی تیرے ہر وقت کے کھیلنے سے اُکتا گئے ہوں گے۔ تجھے شرم نہیں آتی!

سعید: (منّت سے) میری اچھی امّی! ابھی آتا ہوں تھوڑی دیر کھیل لوں۔ پھر پڑھوں گا۔

ماں: شرم تو نہیں آتی تمہیں۔ تمام دن کھیل کر ابھی جی نہیں بھرا۔ امتحان سر پر ہے اور تمہیں کھیلوں اور جھوٹے بہانوں سے فرصت نہیں (خفگی سے چلّا کر) دیکھوں گی تم کیسے مدرسے نہیں جاتے۔ اس الماری میں تو میں ابھی قفل ڈالتی ہوں۔ نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔ اب دیکھوں تم کیسے کھیلتے ہو۔

(اتنے میں اِدھر اُدھر چلنے پھرنے، قفل کے گرنے اور الماری کے بند ہونے اور قفل لگانے کی آوازیں آئیں۔ یہ سُن کر ماں نے کہا:)

ماں: چلو چھٹی ہوئی۔ اب اٹھو، کتاب لو اور سبق یاد کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعید: امی! ذرا گھوڑا۔ بلّی یا ربڑ کی گڑیا ہی نکال دیجئے پھر پڑھوں گا۔

ماں:۔ بدتمیز کہیں کا! چل۔ کتاب لے اور سبق یاد کرو ذرا دیکھو تو اسے۔ آٹھ سال کا اونٹ ہوگیا ہے اور ابھی ربڑ کی گڑیوں سے کھیلتا ہے۔ چل اٹھ!

آخر ماں، سعید کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئیں اور کہنے لگیں:۔

ماں: لے! یہاں لیمپ کے پاس پلنگ پر بیٹھ کر پڑھ۔

سعید: امی میں لیٹ کر پڑھتا ہوں۔

(یہ کہہ کر سعید جھٹ بستر پر لیٹ گیا اور بلند آواز سے پڑھنے لگا:)

"محمود اور اسمٰعیل دو بیٹے سبکتگین کے تھے مگر محمود کا لڑکپن سے یہ حال تھا کہ لڑائیوں میں باپ کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ (سست آواز سے) بلکہ — ہر مہم — میں — اپنی ہمت سے بڑھ کر — قدم مارتا (جمائی) اور — بڑے بڑے سپہ سالار دیکھتے رہ جاتے۔

(انگڑائی اور جمائی)

ماں: تم سپہ سالار تو کیا۔ اگر کسی فوج کے سپاہی بھی ہو گئے تو اس فوج کی قسمت ہی سو جائے گی۔

سعید نے پہلو بدلتے ہوئے جمائی لی۔ اب اس کی آواز مدھم ہو چکی تھی۔

ماں: (چلا کر) اور اب تجھے شرم نہیں آتی۔ ہزار بار سمجھایا ہے۔ لیٹ کر مت پڑھا کرو۔ اب جمائی لے رہا ہے۔ ابھی کچھ زیادہ وقت بھی تو نہیں ہوا۔ آٹھ بجے ہوں گے۔ کیا کھانا کھائے بغیر سو جائے گا؟

سعید: (سستی سے) میرے سر میں درد ہے امی! اس لئے لیٹ کر پڑھتا ہوں۔ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔

ماں: باہر سے کچے بیر کھا کر آئے ہو گے۔ بھلا اب تمہیں کیا ضرورت ہے اور یہ سر درد کم بخت تو تمہیں کبھی چھوڑے گا نہیں۔

سعید کھانسنے لگا

ماں: اور کھاؤ کچے بیر (غصے میں چلا کر) تو بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتا؟

سعید: (زور سے) جب باپ مرا تو یہ نیشاپور میں حاکم تھا۔ (سست آواز میں) اتنی بات ضرور تھی کہ (جمائی) ماں کی طرف سے داغ دار تھا چھوٹے بیٹے (جمائی) کو باپ بہت .... چاہتا تھا۔ امی! میرا سر بھاری ہے نیند — باپ بہت چاہتا تھا۔

(اتنے میں سعید کے خراٹوں کی آواز یں آنے لگیں)

سعید: آہا۔ اچھا ہوا امی کھانا کھانے کے کمرے میں چلی گئیں۔ اور یہ رہی کنجی، اسے یہیں بھول گئیں۔ اب جاتا ہوں۔ ربڑ کی گڑیا سے کھیلتا ہوں۔

(کسی کے دوڑنے کی آواز آئی اور کسی نے تالے میں کنجی گھما کر الماری کھولی)

ربڑ کی گڑیا: چیں۔ چیں۔ چیں۔ پھر آ گئے تم۔ کسی وقت دم تو لینے دیا کرو۔

سعید: آہا۔ ربڑ کی گڑیا تم تو بولنے لگیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گڑیا: چیں چیں۔ چیں۔ بولوں نہیں تو کیا کروں۔ میں نکمی نہیں ہوں۔ تم کسی وقت چھوڑتے ہی نہیں۔ جاؤ مجھے بہت پڑھنا ہے۔ میں اب اپنی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھوں گی۔ چیں چیں۔ چیں چیں۔ محمود غزنوی اچھا تھا۔ بہت محنت کرتا تھا۔ اونچی آواز سے پڑھتا تھا۔

سعید: اچھا گڑیا۔ تم پڑھو۔ میں گھوڑے سے کھیلتا ہوں۔

گھوڑا: (تین بار ہنہناتا ہے) سعید میاں! میں نکما نہیں۔ میں تمہارے ابا کو دفتر لے جا رہا ہوں۔ جاؤ۔ جاؤ۔ میں کھیل نہیں سکتا۔ (ہنہناتا ہے) میں تمہارے ابا کو دفتر لے کر جا رہا ہوں۔

سعید: اچھا بھئی جاؤ۔

(گھوڑے کے پاؤں کی آواز)

سعید: میں جنگلی بطخ سے کھیلتا ہوں۔

بطخ: بت! بت! بت! قیں، قیں، قیں۔ میرے بچے بھوکے ہیں۔ میں ان کے لئے چوگا لینے جا رہی ہوں۔ قیں۔ قیں۔ قیں قیں۔ میں نکمی نہیں ہوں۔

آوازیں: (پروں کے پھڑپھڑانے اور پھر پھر اڑنے کی آواز)

سعید: لو یہ بھی گئی۔ آج بات کیا ہے؟ اچھا بھئی تم بھی جاؤ

(قیں۔ قیں۔ قیں۔ پھر۔ پھر۔ پھر۔)

سعید: پیاری چڑیا تم ہی آؤ۔ دونوں کھیلیں۔ میں تمہارے لئے گھاس کے تنکے چن کر لاتا ہوں، گھونسلا بناتا ہوں۔ تم اس میں انڈے دینا۔

چڑیا: چوں چوں۔ چڑا چڑا چوں چوں چڑا چڑا۔ میں کھیتوں میں سے کیڑے مکوڑے چننے جا رہی ہوں وہ سبزی ترکاری کے نئے پودوں کو خراب کر دیں گے۔ لوگ کھائیں گے کیا؟ چوں چوں چڑا چڑا چوں چوں میں نکمی نہیں ہوں۔

(چڑیا پھر پھر سے اڑ گئی)

سعید: (حیرت سے) چلو یہ بھی گئی۔ آج سب کو بہت کام ہے۔ اچھا آؤ چینی کے کتے تم سے ہی کھیلوں ان سب کو جانے دو۔

کتا: بھوں بھوں بھوں بھوں بھوں۔ میں کتا نہیں ہوں۔ میں اس لئے آرام کر رہا ہوں کہ مجھے تمام رات جاگ کر گھر کی رکھوالی کرنی ہے۔ اگر میں اس وقت کھیلنے لگا، تو رات کو جاگ نہیں سکوں گا۔ اور گھر کا سامان چور لے جائیں گے۔ بھوں بھوں۔

سعید! چلے جاؤ۔ کیا تمہیں کوئی کام نہیں؟

سعید: (چڑ کر) تم سے کھیلتا ہی کون ہے؟ کیا میں کتا ہوں، جو تم سے کھیلوں۔ اون کی بلی! آؤ۔ تم بہت اچھی ہو۔ تمہیں تو کوئی کام نہیں۔ آؤ ہم کھیلیں۔

بلی: میاؤں۔ میاؤں۔ میں چوہوں کا شکار کرنے جا رہی ہوں۔ گھر میں چوہے بڑھ جائیں گے۔ تو بیماری پھیل جائے گی۔ میاؤں۔ میاؤں۔ میاؤں۔ میں نکمی نہیں ہوں۔

سعید: اچھا جاؤ۔ بیماری تو یہاں بہت ہے۔ میرے سر میں بھی آج درد تھا۔ ضرور چوہوں کی وجہ سے ہوگا۔ تم بہت اچھا کام کرتی ہو۔

سعید: کھلونو! تم سب نے تو آج مجھے بہت شرمندہ کیا!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مختلف آوازیں آنے لگیں! گڈیا بولی! "چیں چیں۔ ہم نکمے نہیں ہیں"۔
گھوڑے نے ہنہنا کر کہا: "ہم نکمے نہیں ہیں"۔
بطخ بولی: "بت بت! قیں قیں۔ ہم نکمے نہیں ہیں"۔
چڑیا نے کہا: "چوں چوں چڑ چڑ۔ ہم نکمے نہیں ہیں"۔
کتے نے کہا: "بھوں بھوں بھوں! ہم نکمے نہیں ہیں"۔

سعید: اچھا اب تم سب چپ ہو جاؤ۔ مجھے اور شرمندہ نہ کرو۔ میں بھی نکما نہیں ہوں۔ مجھے بہت پڑھنا ہے۔ لائق ہونا ہے۔ کیوں ریشم کے مرغے! سچ ہے نا؟

مرغا گانے لگا:

ککڑوں کوں ککڑوں کوں!
بیکاری میں دن نہ گنواؤ
لکھو لکھاؤ پڑھو پڑھاؤ
اٹھو سعید اب مدرسے جاؤ
ککڑوں کوں ککڑوں کوں!
وقت ہے تھوڑا کام بہت ہے
اچھی باتیں سیکھو سکھاؤ
اٹھو سعید اب مدرسے جاؤ
ککڑوں کوں ککڑوں کوں!
آج یہی خدمت ہے وطن کی
محنت سے تم جی نہ چراؤ
اٹھو سعید اب مدرسے جاؤ
ککڑوں کوں ککڑوں کوں!
ککڑوں کوں ککڑوں کوں!!!

(بہت زور سے) ککڑوں کوں!! !!

سعید بستر سے اٹھا اور انگڑائیاں لیتے ہوئے کہنے لگا:

سعید: "امی! امی! اٹھو۔ اٹھو۔ میں مدرسے جاؤں گا۔

مال: ابھی سے۔ سعید آج تو تم پانچ ہی بجے سے اٹھ بیٹھے۔

سعید: میں اب نکما نہیں ہوں۔ میں نہا کر اور کپڑے بدل کر مدرسے جاؤں گا۔

مال: اب تو تم بہت اچھے بچے بن گئے ہو۔

سعید: بلی نے سب چوہے کھا لئے۔ اب میرے سر میں درد نہیں ہے۔ بیماری دور ہو گئی۔ میرے کھلونے بھی بہت کام کرتے ہیں۔ وہ بہت لائق ہیں میں بھی بہت پڑھوں گا۔ میں نکما نہیں ہوں۔

معلومات

★ — سب سے بڑا جانور وھیل مچھلی ہے۔ جس کا وزن دو ہزار آٹھ سو من تک ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کے جسم سے ستر اسی ہاتھی بنائے جا سکتے ہیں۔ لمبائی میں وہ اسی فٹ سے سو فٹ تک ہوتی ہے۔ اس کے سر میں سے دو من تک قیمتی تیل نکلتا ہے۔

★ — سب سے زیادہ تیز اڑنے والا پرندہ ایک بطخ کی شکل کا عقاب ہے۔ جس کی رفتار ۱۶۰ سے ۱۸۰ میل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

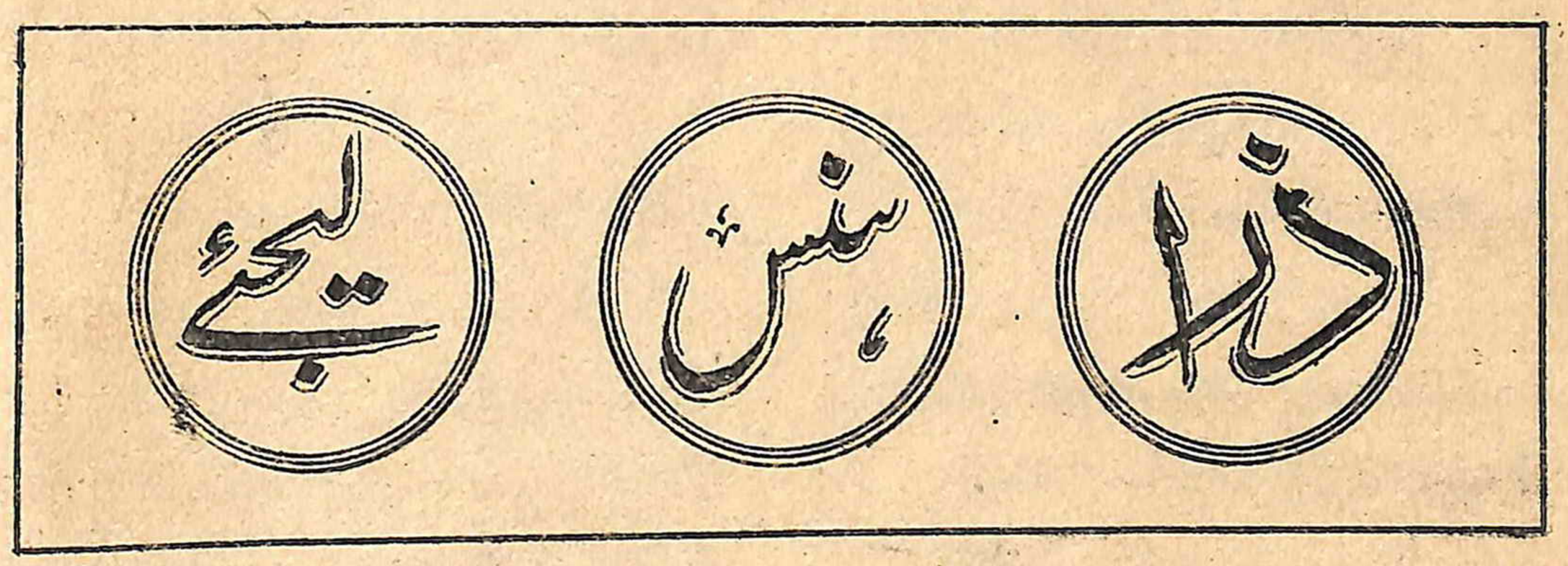

اُستاد: برف کو فقرے میں استعمال کرو۔
شاگرد: یہ پانی بہت ٹھنڈا ہے۔
استاد: اس میں برف کہاں ہے۔
شاگرد: پانی کے اندر حباب۔

عابدہ: (ننھی سے) جلدی بتاؤ ایک آنہ میں کتنے پیسے ہوتے ہیں؟
ننھی: (خوشی سے) سولہ

ایڈیٹر: (شاعر سے) یہ غزل آپ کی لکھی ہوئی ہے؟
شاعر: بے شک جناب۔
ایڈیٹر: مجھے افسوس ہے یہ رسالے کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔
شاعر: کیا غالب کی غزل بھی غیر معیاری ہو سکتی ہے۔ (ظفر اللہ نعمانی وزیر آباد)

نجومی: (لڑکے کا ہاتھ دیکھتے ہوئے) بیٹا اس دفعہ تم امتحان میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔
لڑکا: لیکن میں تو سکول میں پڑھتا ہی نہیں۔

ایک سپاہی: (دوسرے سپاہی سے) بتاؤ تم نے میدان جنگ میں کیا کام کیا؟
دوسرا سپاہی: میں نے ایک دشمن سپاہی کی ٹانگ کاٹ دی
پہلا سپاہی: سر کیوں نہیں کاٹا۔
دوسرا سپاہی: سر تو پہلے ہی کٹا ہوا تھا۔
(بشیر احمد سرشمیر روڈ)

پولیس انسپکٹر: (سپاہی سے) تم نے چور کو کیوں نہیں پکڑا
پولیس مین: جناب وہ ایسے کمرے میں گھس گیا جس کے دروازے پر لکھا تھا "بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔

ایک دولت مند کا سفر کرتے وقت ایک چھوٹے سے قصبے سے گذر ہوا۔ خیال کیا آج یہاں بسر کروں۔ وہاں ایک چھوٹی سی سرائے تھی۔ امیر نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے سرائے کی مالکہ نے پوچھا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم کون ہو؟ امیر کو اپنی عزت کا بہت زیادہ خیال تھا۔ بولا :-

"ابوالبشر حافظ حاجی قاضی محمد عبدالمجید احمد خان چشتی قادری ۔۔۔۔۔۔

سرائے کی مالکہ نے قطع کلام کر کے کہا :-

"جایئے صاحب! آج اس قدر مسافروں کیلئے ہمارے ہاں گنجائش نہیں۔

فراست اقبال (کوئٹہ)

بیگم صاحبہ: میں یہ کتاب خرید تو لوں لیکن اس کی ٹانگیں بہت چھوٹی ہیں

بیچنے والا یہ آپ کیا فرماتی ہیں؟ ذرا دیکھئے تو چاروں زمین تک پہنچ رہی ہیں۔

نوکر: جناب آپ کے ملنے کے لئے ایک شخص آیا ہے

آقا: تم نے نہیں کہا کہ میں گھر پر نہیں ہوں۔

نوکر: میں نے کہا تھا جناب! مگر اس نے یقین نہیں کیا۔

آقا، اُف خدایا! کیسے بے وقوف سے پالا پڑا ہے ٹھہرو!

میں خود جا کر اسے کہہ آتا ہوں"! (ف۔ر۔لاہور)

افسر: تم نے میٹرک کس ڈویژن میں پاس کیا ہے۔

امیدوار: جناب لائل پور ڈویژن سے۔ (الناصر الدین احمد منو (قدیر سے)، دوست تمہیں یاد ہے وہ دن جب ہم نہر کے کنارے جا رہے تھے تو میرا پاؤں پھسلا تھا۔ میں تعلیم گر گیا تھا۔ تم نے نہر میں کود کر میری جان بچائی تھی۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گی

قدیر: اوہ! یہ دوستی کی کوئی بات نہیں تھی تم جو میرا سگریٹ کیس ساتھ لے گئے تھے اگر میں نہ کودتا تو اور کیا کرتا؟

(عطاء محمد رہتکی سکندر آباد (ملتان)

شوبی (بوبی سے) میں نے آج بھائی جان کو خط لکھا ہے

بوبی: مگر تمہیں ان کا پتہ معلوم نہیں ہے

شوبی: یہی تو ان سے لکھ کر پوچھا ہے

(ایس جے محمود قرنی گورنمنٹ کالج سرگودھا

نانی اماں (بچوں سے بگڑتے ہوئے) دیکھو بھئی مجھے خواہ مخواہ تنگ نہ کرو۔ آج میں کسی قیمت پر بھی کہانی نہیں سناؤں گی!

بچے (بیک زبان) لیکن نانی اماں کوئی وجہ بھی تو ہو نا!

نانی اماں: شکایت کرتے ہوئے، کل جب میں کہانی سنا رہی تھی تو تم سب اونگھ رہے تھے اس طرح کہانی سننے اور سنانے کا کیا خاک مزا آتا ہے؟

ایک بچہ (صفائی پیش کرتے ہوئے) لیکن نانی اماں میں تو نہیں اونگھ رہا تھا نا؟

نانی اماں (پیار سے چپ رہیے کرتے ہوئے) اور کیا کر رہا تھا؟ شرارتی کہیں کا نہ ہو تو!

بچہ: معصومیت سے، نانی اماں! میں تو آپ کے ساتھ ٹیک لگا کر بڑے آرام سے سویا ہوا تھا!

(طالب حسین طالب)

آپ کے خطوط

"مشورہ"

مکرم بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دسمبر کا تشحیذ ملا۔ اس ماہ کا ٹائیٹل دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ٹائیٹل کو مزید خوبصورت اور مفید بنانے کے لئے میرا مشورہ ہے کہ اگر آپ اس کے اندر والے صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اچھی اچھی نظمیں شائع کیا کریں تو بہت ہی اچھا ہو۔ امید ہے آپ اس پر غور فرمائیں گے "ننھی منی کہانیاں" بھی پسند آئیں۔ میرے خیال میں آپ نے "قلمی دوستی" کو "انعامی تحریری مقابلہ" کی جگہ دے دی ہے۔ یہ مقابلہ بھی جاری رکھیں تاکہ ہم اچھے مضمون نویس بن سکیں۔ اسی دفعہ میں بھی قلمی دوستی میں شریک ہو رہا ہوں۔

تنویر احمد ناصر — قادیان (انڈیا)

"سب رسالوں سے اچھا"

مکرم بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میرے نزدیک رسالہ تشحیذ بچوں کے سب رسالوں میں سے جو پاکستان میں چھپتے ہیں بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں جب تک ایک دفعہ سارے رسالے کو ختم نہ کر لوں چین نہیں لیتی۔ جس قسم کے دلچسپ معلوماتی اور تربیتی مضامین اس میں چھپتے ہیں۔ اور کسی رسالہ میں پڑھنے میں نہیں آتے۔ دعا ہے کہ ہمارا پیارا رسالہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

بشریٰ — منٹگمری

"مطلب کی بات"

محترم بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پہلے اپنے مطلب کی بات یہ کہ آپ نے "عقل کے بغیر کنویں بھی خالی ہوتے ہیں" ننھی منی کہانیوں میں شامل کر دی ہے۔ شکریہ!

دوسری بات یہ کہ تشحیذ ملا۔ جزاک اللہ۔ جب میں تشحیذ کو ایک بہت اچھا رسالہ پاتا ہوں..... تو اپنے آپ کو بھی آپ کیلئے ..... دعاگو پاتا ہوں۔ آپ کو اسے اچھا اور بہترین رسالہ بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کے صفحات بڑھانے کی کوشش بھی کرنا چاہیئے۔

آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ کئے ہوئے طالب دعا!

سید ساجد احمد — حافظ آباد

"شگوفۂ دل"

مکرم بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ "دسمبر کا تشحیذ" ملا۔ شگوفۂ دل مسرت سے کھلا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ظاہری اور باطنی دونوں خوبیوں سے مالا مال ہے۔ مگر بھائی جان! اب ایک شکوہ ضرور ہے۔ کہ "تشحیذ" کو چھپا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قلمی دوستی"

نام : شبیر احمد ناصر۔
تعلیم : چہارم
مشاغل : تلاوت قرآن کریم ۔ نماز پڑھنا۔ تبلیغ اسلام مطالعہ کتب ۔
پتہ : شبیر احمد ناصر متعلم احمدیہ مڈل سکول قادیان ضلع گورداسپور (انڈیا)

نام : منیر احمد چیٹھہ
تعلیم : متعلم دہم ۔
مشغلے : تشحیذ اور دوسرے رسائل و کتب کا مطالعہ ۔ تلاوت قرآن کریم ۔ کھیلوں میں حصہ لینا۔
پتہ : ٹی آئی ہائی سکول ۔ گھٹیالیاں ۔

نام : محمد علیم خالد ۔
تعلیم : متعلم دہم ۔
مشغلے : والی بال کھیلنا۔ خدمت خلق کرنا۔ تقریریں کرنا اور خطوط کے جوابات
پتہ : محمد علیم خالد قلعہ صوبہ سنگھ (سیالکوٹ)

نام : مجیب اللہ خاں
تعلیم : متعلم دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ
مشغلے : باسکٹ بال کھیلنا۔ سکول کی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ نمازیں پڑھنا۔ اور خدمت خلق کرنا۔
پتہ : دارالرحمت وسطی ربوہ ۔

آسمان نیلا کیوں نظر آتا ہے!

(نعیم احمد عابد۔ ربوہ)

ایک زمانہ تھا کہ انسان آسمان کو ایک ٹھوس گنبد نما شے سمجھتا تھا۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ آسمان کسی ٹھوس چیز کا نام نہیں ہے۔ سورج کی سفید روشنی حقیقت میں سات مختلف رنگوں کا مرکب ہوتی ہے۔ یعنی سرخ (۲) نارنجی (۳) زرد (۴) سبز (۵) نیلا (۶) کاہی (۷) بنفشی ۔ یہ وہی رنگ ہیں جو قوس قزح میں نظر آتے ہیں۔ جب وہ آپس میں مل جاتے ہیں تو سفید بن جاتے ہیں۔ سورج کی روشنی میں یہ ساتوں رنگ مضمر ہیں۔ اسی لئے جب روشنی شیشے یا پانی کے بلبلے پر پڑتی ہے تو انعطاف کی وجہ سے یہ ساتوں رنگ علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں۔ فضا میں ننھے ننھے ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور کچھ خلائے لامحدود میں بھی شکست و ریخت کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ جب سورج کی کرنیں ان ذرات پر پڑتی ہیں۔ تو نیلے رنگ کی شعاعیں ان سے ٹکرا کر دوسرے رنگوں کی نسبت زیادہ تعداد میں اوپر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آسمان نیلا نظر آتا ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

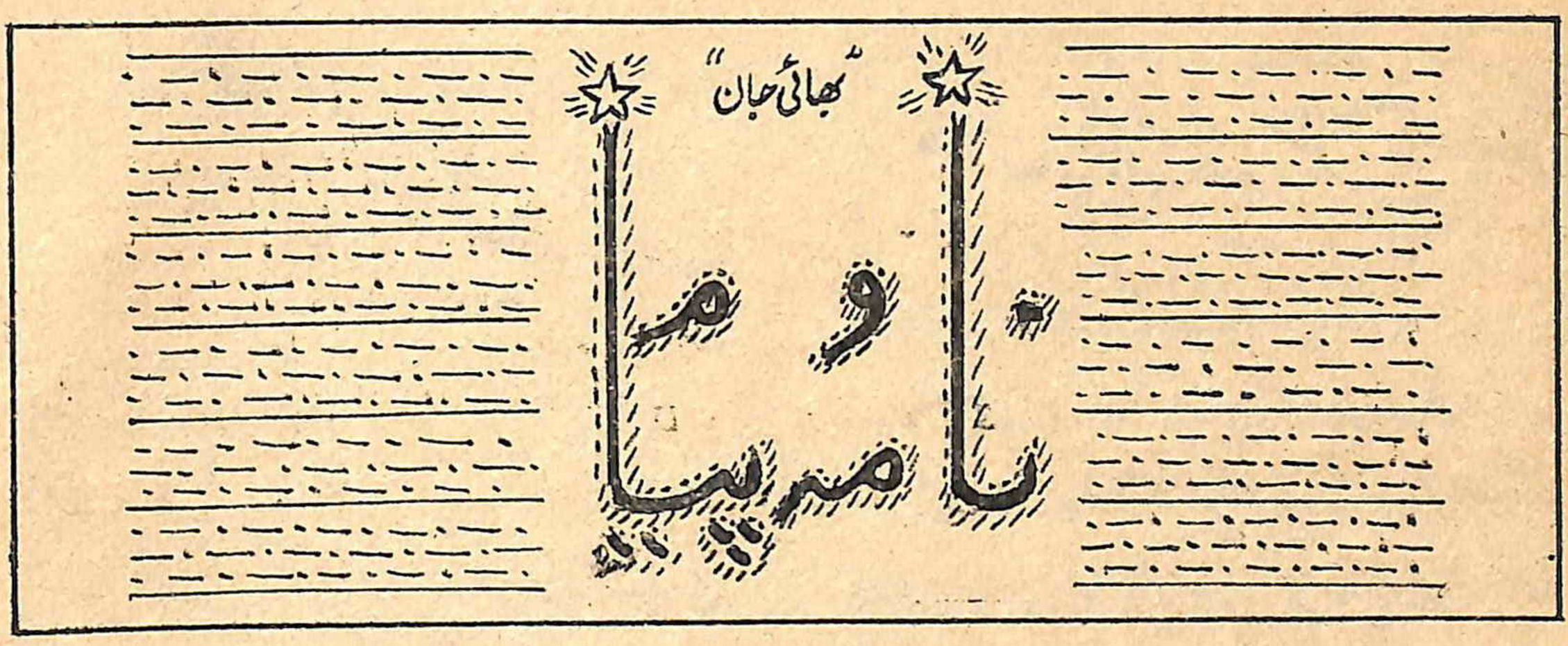

منیر احمد چیٹھہ گھٹیالیاں

س: کیا وجہ ہے کہ لوگ میرے خطوط کا جواب نہیں دیتے؟

ج: اصل وجہ تو لوگ ہی بتا سکتے ہیں۔ ویسے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ کے خطوط "لاجواب" ہوں۔

س: جو میرے تشحیذ لے کر گم کر دے اس کا علاج؟

ج: اس کو تشحیذ کا خریدار نہ بنائیں۔ نہ وہ آپ سے رسالہ لے گا اور نہ گمائے گا۔

س: بھائی جان! آپ کے مشغلے؟

ج: تشحیذ اور اس کے قارئین کی خدمت!

مسعود احمد جاوید جڑانوالہ

س: اچھے بچے صبح سویرے کیا کرتے ہیں۔

ج: سب سے پہلے وضو کرتے ہیں۔ مسجد میں جا کر فجر کی نماز پڑھتے ہیں۔ گھر آ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور پھر وقت پر سکول جاتے ہیں۔

س: آج کل پاکستان کے وزیر خارجہ کون ہیں۔

ج: مسٹر ذوالفقار علی بھٹو۔

عبدالکریم غیوا چک ۶۱/۱۲۱۳ لائلپور

س: وزن کے موجودہ پیمانوں میں سیر چھٹانک وغیرہ کا موجد کون ہے؟

ج: "شاہانِ مغلیہ"

سید سجاد احمد حافظ آباد

س: "شیخی" کس طرح پیدا ہوتی ہے۔؟ اور اس میں کون کونسی باتیں شامل ہیں۔

ج: شیخی کبر و غرور کا دوسرا نام ہے۔ یعنی بڑا بننا۔ یہ اپنے کو معزز اور دوسرے کو حقیر خیال کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ خواہ کسی لحاظ سے ہو۔

February 1964
Digitized by Khilafat Library Rabwah
Regd. No. L. 7128

Monthly "THE TASHHEEZ-UL-AZHAN Rabwah"

SEP 1963

جماعت احمدیہ

تمام دنیا میں خدائے واحد کا نام بلند کر رہی ہے

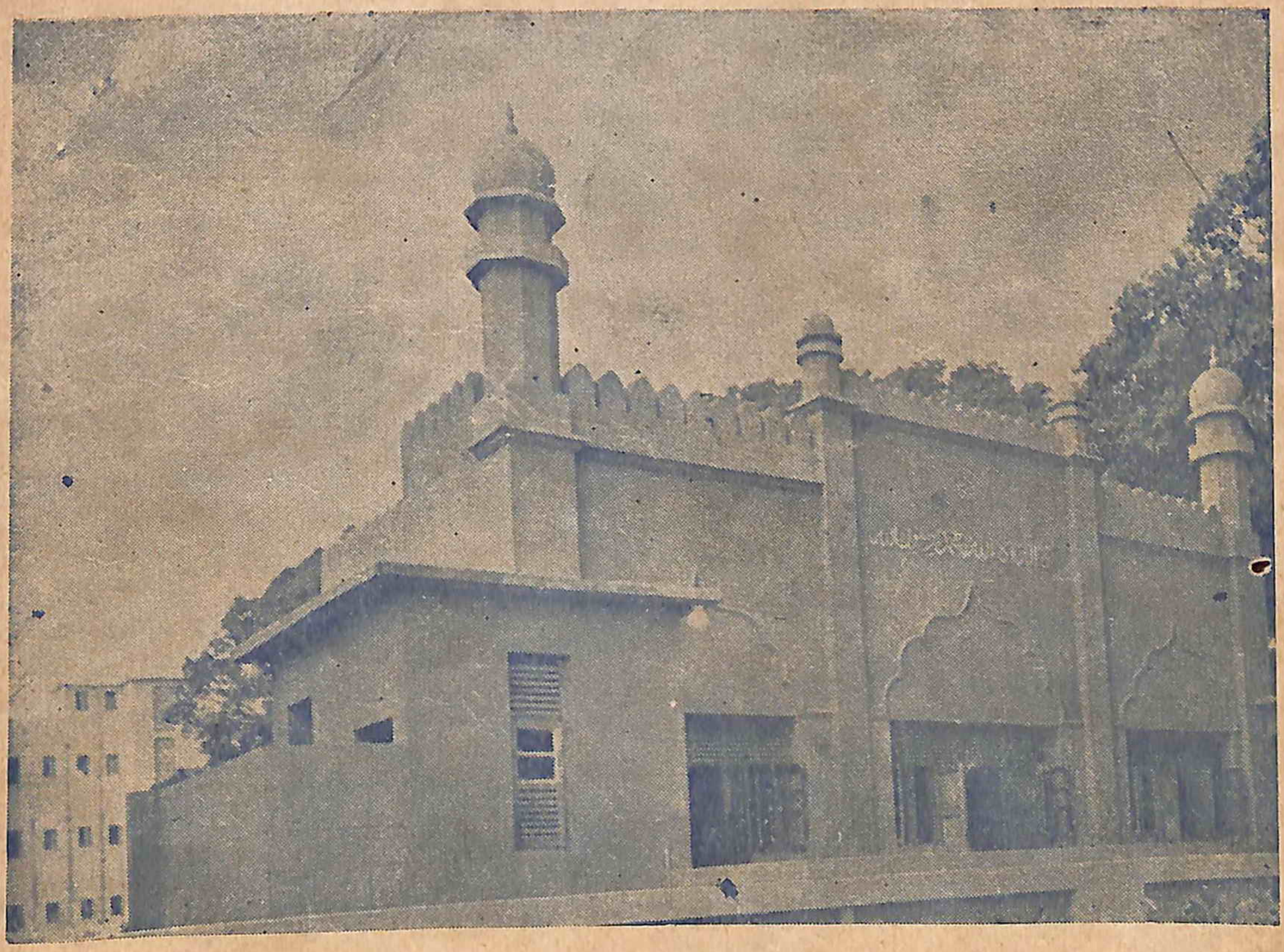

مسجد احمدیہ ممباسہ (کینیا - مشرقی افریقہ)

The Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.